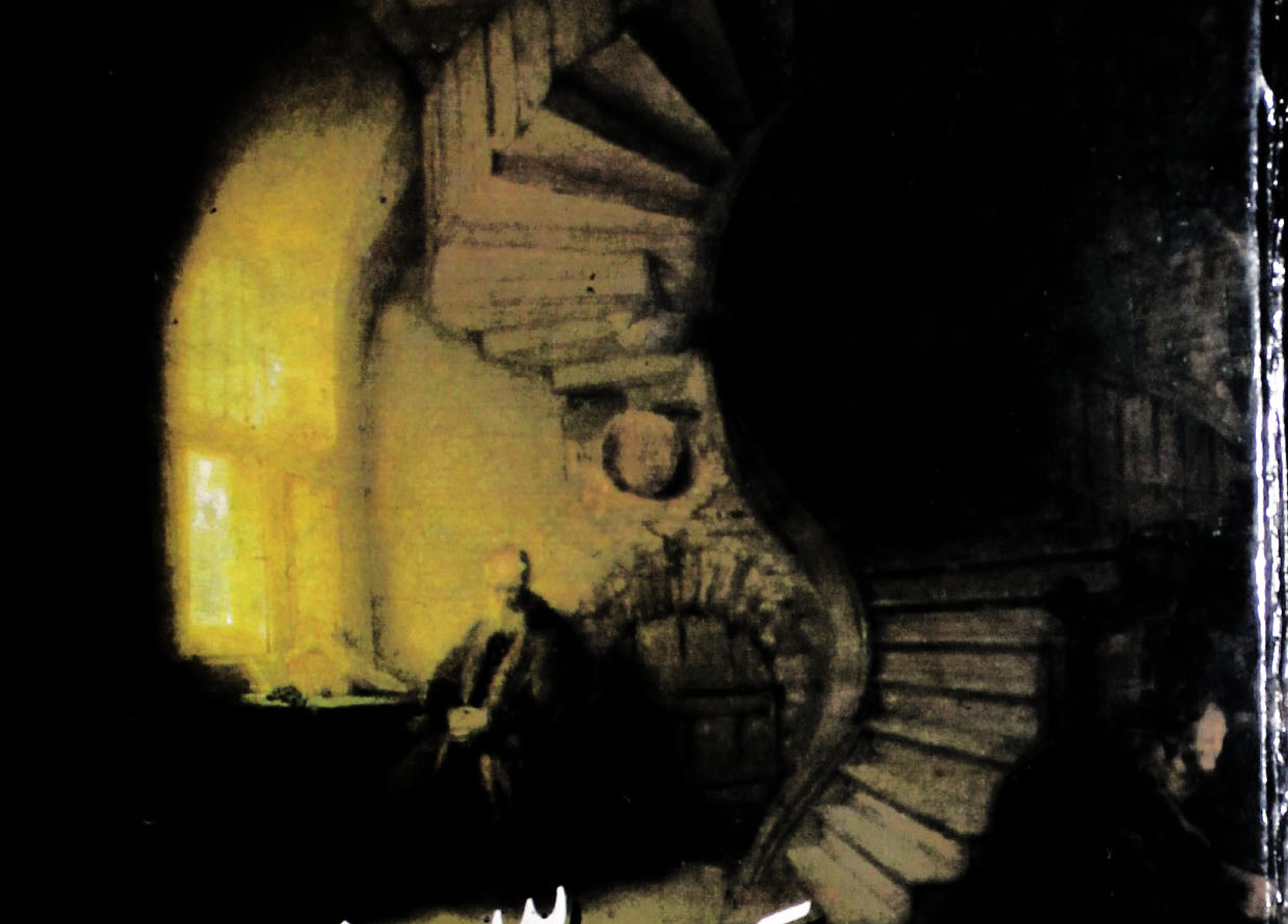

تصوّف

ہر انسان کی ضرورت

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

سیر الاولیاء، مرتبہ سید مبارک علوی کرمانی،
اسرار التوحید،

تصوف

ہر انسان کی ضرورت

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

ممتاز پروفیسر (Distinguished Professor)

جی سی. یونیورسٹی، لاہور

تخلیقات: علی پلازہ 3 مزنگ روڈ لاہور-فون: 37238014

www.takhleeqatbooks.com ای میل: takhleeqat@yahoo.com

برائے رابطہ: ویئر ہاؤس: 042-37238014 شوروم: 042-37124933

Marfat.com

۲۹۷۶
ط ۸ ث
۸۰۸۱۹
ر

جملہ حقوق بحق تخلیقات محفوظ ہیں

نام کتاب : تصوف، ہر انسان کی ضرورت

ناشر : ''تخلیقات'' لاہور۔

اہتمام : لیاقت علی

تاریخ اشاعت : 2010ء

ٹائٹل : سید ابراہیم

پرنٹر : شاہ محمد پرنٹر لاہور۔

ضخامت : 120 صفحات

قیمت : -/100 روپے

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	دیباچہ	i
2	تصوف اور اس کی ضرورت واہمیت دورِ حاضر میں	1
3	دورِ حاضر کے اہم مسائل اور ان کا حل تصوف کے افکار کی روشنی میں	22
4	تصوف اور معاشرتی ترقی کے امکانات	59
5	تصوف اور عبادات کی حقیقت	73
6	مآخذ	104
7	اشاریہ	110

صوفیہ کرام کی عبادات اور نفسیاتی مسائل کا حل

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

حق اور حقائق کی جستجو میں ذہنِ انسانی بھٹک جائے تو اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ دنیا میں صرف ایک ہی حقیقت ہے جو یہ ہے کہ حقیقت میں کوئی حقیقت موجود ہی نہیں، تمام حقائق صرف اپنی اضافی صورتوں میں موجود ہیں۔ خیر و شر ہوں یا حق و باطل ہوں یا حسن و قبح ہوں افراد و اقوام کے مزاج و ماحول، زمان و مکان کی ضرورتوں کے بطن سے وجود میں آتے ہیں اور یوں یہ دنیا، یہ عالم رنگ و بو، ایک خیال، ایک وہم اور ایک نمودِ بے بود یا شہودِ بے وجود ہے ____ یا یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ یہ مادی دنیا، یہ عالم آب و گل ہی انسان کا کل سرمایہ ہے اور خدا کا تصور، آخرت کا خوف، یہ اخلاقی اور روحانی اقدار صاحبانِ کلیسا و کنشت اور اربابِ محراب و منبر کی ساختہ پرداختہ ہیں تا کہ سادہ لوح انسانوں کو پھانس کر ان کا استحصال کیا جا سکے ____ لیکن اگر اس حق اور حقائق کی جستجو میں انسانی شعور کو حقیقتِ مطلق پر ایمان کی رہنمائی حاصل ہو جائے، وہ حقیقت مطلق جو خدائے حی قیوم، لایزال ولم یزل، فرد و بصیر ہے اور جو شعورِ انسانی کے ادراک سے وراء الورا ثم وراء الورا ہے، جس کی ذات اقدس و اعلیٰ کا ادراک یہی ہے کہ شعورِ انسانی اس کے ادراک سے عاجز ہے (العجز عن درک الادراک ادراک) اور جس کا فرمان ہے یھدی اللہ لنورہ من یشاء (یعنی جسے چاہے وہ اپنے نورِ ذات کے

Marfat.com

شعور کی جانب ہدایت فرما دے ___ سورہ ۲۴، آیت ۳۵) ___ تو وہ یہ دیکھ کر صرف متحیر ہی نہیں ہوتا بلکہ دولتِ ایقان وطمانیتِ قلب سے بھی بہرہ ور ہو جاتا ہے کہ تمام اشیائے عالم، تمام حقائقِ حیات جو فکرِ مطلق کی نظر میں وجود سے عاری نظر آتے ہیں حقیقتِ مطلق کے نور سے مستنیر اور اس کے فیضِ ربوبیت سے موجود ہیں اور یوں اپنی ذات میں ایک ٹھوس حقیقت کا پہلو بھی لئے ہوئے ہیں، یہ نورِ شعور حاصل ہونے کے بعد فکرِ انسانی بھی آوارہ خرامی سے محفوظ ہو کر ایک محکم مرکز ومحور حاصل کر لیتا ہے اور شعورِ انسانی اپنے وجود کی بنیاد اور اپنی ذات کا ثبوت پا لیتا ہے، ساتھ ہی عالمگیر انسانی اخوت ومحبت کی وسعت و ہمہ گیری بھی اسے حاصل ہو جاتی ہے پھر ہر دل کی دھڑکن اپنے ہی دل کی آواز، ہر پیشانی کی شکن اپنے جذبوں کا عکس، ہر لب کا تبسم اپنے ہی غنچۂ دل کی چٹک، ہر جان کا دکھ اپنی ہی روح کی کسک محسوس ہوتی ہے، ذرے سے آفتاب تلک، عرش سے فرش تک ایک ہی ''وحدت'' ایک ہی ''کُل'' کی جلوہ فرمائیاں نظر آتی ہیں ___ وجود خالق ہی سے نمودِ مخلوق، ذاتِ معبود ہی سے ذاتِ عبد اور انائے کبیر ہی سے انائے صغیر موجود ہے ___ ''میں سوچتا ہوں اس لئے میں ہوں'' یا ''میں ہوں اس لئے میں سوچتا ہوں'' کی ''میں'' کی بنیاد ایک ''بڑی میں'' یا ''انائے کبیر'' ہی ہے، اس کے بغیر یہ ''میں'' صفر کے برابر ہے ___ لیکن جس انائے کبیر یا احدیت کے طفیل یہ ''صفر'' ایک بڑی قوت بنتا ہے اس ''انا'' اس ''احدیت'' کا شعورِ حقیقی اس ھادی برحق اور

Marfat.com

خیر البشرؐ نے قرآن و سنت کے ذریعے عالمِ انسانی کو کامل طور پر عطا کیا ہے جس کی ذاتِ بزرگ و برتر کو اہلِ تصوف اور اہلِ شریعت رحمتہ اللعالمین و خاتم النبیینؐ کہتے ہیں، جو امّی ہے اور مدینۃ العلم بھی ہے، جس کا جسم بے سایہ ہے اور جس کی ذاتِ اقدس سائبانِ عالم بھی ہے، قرآن کریم جس کا زندہ و پائندہ معجزہ ہے اور جس کی زندگی سراپا قرآن کریم ہے، جس کا دینِ کامل زندگیِ کامل کا نسخۂ کیمیا ہے ـــــ وہ دینِ کامل جو صراط مستقیم اور عدل و تقویٰ پر مبنی ہے، وہ دینِ کامل جو انسان کی فکرو فہم کو حُسنِ توازن بخشتا ہے، اُس کے قول و فعل کو خیر و صداقت میں ڈھالتا ہے، وہ دینِ کامل جو نعرۂ مستانہ نہیں کہ کانوں کو بھلا لگے بلکہ ایک آوازِ حق ہے، ایک خوشبوے صداقت ہے جو شعور کو منور اور مشامِ جان کو معطر کرتی ہے اور جو دل کی گہرائیوں میں اُتر کر اور روح کی پہنائیوں میں سما کر مٹی کو کندن، ذرے کو آفتاب اور حیوانِ ناطق کو انسانِ کامل بنا دیتی ہے لیکن اس منزلِ انسانِ کامل تک پہنچنے کے لئے شریعتِ رسول اکرمؐ پر خلوصِ دل سے عمل کرنا ضروری ہے یعنی تصوف کی راہ اختیار کرنا لازمی ہے کہ تصوف شریعت پر خلوصِ دل سے عمل کرنے کا نام ہے۔ یوں شریعت پر خلوصِ دل سے عمل کرنے یعنی صوفیانہ روش اختیار کرنے سے ذہن اور روح کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور انسان کو صفائیِ ذہن اور طمانیتِ قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ صوفیائے کرام کے اقوال و افعال کو عملی زندگی میں اپنانے سے نہ صرف فرد ہی ایک اچھا انسان بن جاتا ہے بلکہ معاشرتی ترقی

کے امکانات بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ معاشرے کے افراد اگر ذہنی سکون اور قلبی اطمینان سے بہرہ ور ہوں گے اور اُن میں ہم آہنگی ہو گی تو معاشرے کو فروغ ملے گا اور حقیقی ترقی (مادی، اخلاقی اور روحانی ترقی) کے امکانات پیدا ہوں گے ـــــ عہدِ جدید کی مادی ترقی کے پس منظر میں اور موجودہ دور کے ماحول میں کہ جب انسان ذہنی سکون اور اطمینانِ قلب سے محروم ہوتا جا رہا ہے تصوف اور صوفیانہ روش کی اہمیت کے پیش نظر میں نے ایک مختصر سی کتاب "تصوف ہر انسان کی ضرورت" مرتب کی ہے جو قارئین کی خدمت میں اس جذبے اور اس اُمید کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے کہ شاید اُس کے مندرجات کسی بھٹکے ہوئے شخص یا پریشان ذہن یا قلبی سکون سے محروم انسان کے کام آسکیں۔

یہ کتاب جناب ڈاکٹر خالد آفتاب، وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی لاہور کے حکم اور ہدایات کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے، موصوفِ محترم تصوف کے تصورِ حق پرستی و انسان دوستی کے پُرزور حامی بھی ہیں اور معاملاتِ زندگی میں اس تصور پر سختی سے عمل پیرا بھی ہیں۔ اُن کے لیے دل سے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ اُنھیں دونوں جہان کی بھلائیاں عطا فرمائے اور اپنے لیے دعا ہے:

وجعل لی لسان صدق فی الآخرین

(قرآن، سورہ ۲۶، آیت ۸۴)

ظہیر احمد صدیقی

تصوف

اور

اس کی ضرورت واہمیت دورِ حاضر میں

تصوف میں اخلاق وانسان دوستی کے دلپذیر اور دلکش مطالب کا ایک عظیم سرمایہ موجود ہے جو ہر مذہب ومسلک کے انسان کے لیے مفید اور اہم ہے' شاید اسی افادیت اور اہمیت بلکہ ہمہ گیریت کی وجہ سے تصوف اہلِ دل کا پسندیدہ موضوع رہا ہے اور ہر زمانے میں اہلِ حق کی ایک جماعت اس مسلک سے منسلک رہی ہے۔

صوفیہ کی نظر میں اسلام رسومات پر مبنی مذہب نہیں حقائقِ حیات پر مبنی دین ہے' اسی لیے دین کامل کہلاتا ہے' اسی حوالے سے قرآن کہتا ہے ___ کمالِ نیکی' اس میں نہیں کہ تم اپنا منہ (نماز یا عبادت میں) مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف (یعنی چند رسومات ادا کرو) بلکہ حقیقی کمالِ نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ پر' قیامت کے دن پر' فرشتوں پر' قرآن پر اور نبیوں پر ایمان و یقین رکھتا ہو اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں' یتیموں' محتاجوں اور نادار مسافروں' حاجتمندوں اور انسانوں کو دوسروں کی غلامی سے آزادی دلانے کے لیے خرچ کرے (اس کے ساتھ ہی) نماز کی پابندی رکھتا ہو' زکوٰۃ ادا کرتا ہو، وہ لوگ جو وعدہ کرنے کے بعد

Marfat.com

اپنے وعدوں اور اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں، تنگ دستی، بیماری اور جہاد میں استقامت اور استقلال و صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں، ایسے لوگ درحقیقت صادقِ کامل بھی ہیں، اور سچے متقی اور نیکوکار بھی (سورہ ۲، آیت ۱۷۷)۔

اس آیت بالا کی روشنی میں ایمان باللہ کے ساتھ ساتھ اسلام آخرت پر یقین کے عقیدے کو ضروری سمجھتا ہے کہ یہ عقیدہ انسان میں فرائض کا احساس اور جواب دہی کا شعور پیدا کرتا ہے، ملائکہ پر ایمان اس لیے ضروری ہے کہ یہ عقیدہ یعنی ملائکہ پر ایمان درحقیقت اصول کائنات، طبعی اور سائنسی نظریات کے علم کے حصول کی اہمیت کا ادراک بھی ہے ___ کیونکہ کچھ اہل نظر ملائکہ سے کائنات کے طبعی اور سائنسی اصول مراد لیتے ہیں ___ آسمانی کتب اور نبیوں پر ایمان و یقین اس بات کا شعور جگاتا ہے کہ آسمانی کتابوں اور نبیوں نے خدا کی وحدانیت اور وحدت انسانی یا انسانیت کا درس دیا ہے، آسمانی کتابوں میں یہ درس علمی طور پر ہے اور نبیوں نے یہ درس عملی طور پر دیا ہے سو تمام مذاہب کے ساتھ رواداری برتنا شعار اسلامی ہے۔ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا حکم معاشرتی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔ صلوٰۃ کا قائم کرنا عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ مساوات انسانی کا درس بھی دیتا ہے کہ جب مومنین ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ایک ہی معبود کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں تو وہ اپنی ظاہری ہیئت سے دنیائے انسانیت کو اخوت و مساوات کا پیغام دیتے ہیں۔ زکوٰۃ عبادت مالی ہے جس طرح صلوٰۃ

Marfat.com

عبادت بدنی ہے اور اس حقیقت کا اعتراف بھی ہے کہ مومن صادق کی جان اور اس کا مال سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔

مومن کی شخصیت کا ایک اہم پہلو وہ ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے اور جس میں ایمان' عقیدہ اور عبادت کے ساتھ اجتماعی اور معاشرتی فلاح کا رنگ نمایاں ہے۔

اسلام میں تصوف کے نام سے کوئی علیحدہ مذہبی رکن کا وجود نہیں' اسی لیے اسلام کے ابتدائی دور میں تصوف کا لفظ بھی موجود نہیں تھا' البتہ تصوف کے یہ پہلو کہ توحید پر پختہ ایمان رکھنا' شریعت پر خلوص دل سے عمل پیرا ہونا' خلق خدا سے شفقت سے پیش آنا درحقیقت اسلام کی روح کو پیش کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اس روحِ اسلام کا کامل ترین مظہر تھیں اور ایک اچھے اور سچے مسلمان کی بھی یہی خوبی ہے کہ اس کی زندگی اس روحِ اسلام کی عکاس ہو۔۔۔۔ اسی حوالے سے عہد نبویؐ میں ایک مسلمان اور صوفی میں فرق نہیں تھا۔

خلافتِ راشدہ کے بعد مسلم معاشرے میں تعصباتِ مذہبی' فرقہ پرستی' دنیاداری اور ظاہر پرستی جیسی برائیاں پھیلنے لگیں' جن کی وجوہات یہ سمجھی جاتی ہیں:

(۱) فتوحات اسلامی کی وجہ سے دولت کی ریل پیل ہو گئی' جس سے دنیا داری نے زور پکڑا۔

(۲) فقہی اختلافات کی وجہ سے مذہبی تعصبات اور فرقہ پرستی نے جنم لیا۔

Marfat.com

(۳) مسلمانوں کی باہمی جنگوں کی وجہ سے بہت سا خون خرابہ ہوا' جس سے مسلمانوں میں باہمی تعصبات بھی بڑھے' ضمناً ترک دنیا کے تصورات بھی مسلم معاشرے میں پیدا ہوئے کہ کچھ لوگوں نے ان باہمی جنگوں اور ان ملّی نامساعد حالات سے دل برداشتہ ہو کر ترک دنیا میں پناہ ڈھونڈی۔

(۴) وہ لوگ جو دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے' جنہوں نے صرف معاشرتی دباؤ کی وجہ سے اسلام قبول کیا تھا اور دل میں وہ اپنے آبائی مذہب ہی پر قائم تھے' فرقہ پرستی کو ہوا دی اور اُن کی وجہ سے مسلم معاشرے میں ریاکاری' ظاہر داری اور تظاہر پرستی پھیلی' جس کی ایک صورت زندیقیت بھی تھی۔

ان مذکورہ حالات کے پس منظر میں وہ مسلمان جو دین اسلام سے سچی محبت رکھتے تھے انہوں نے تعصبات مذہبی اور فرقہ پرستی سے کنارہ کشی کرتے ہوئے دین خالص کو اختیار کیا' توحید پر پختہ یقین' شریعت پر خلوص دل سے عمل' تقویٰ' بے تعصبی' رواداری اور انسان دوستی کو اپنا مذہبی شعار بنایا' یوں روح اسلام کی حیات نو کی کوشش کی۔ اس تصورِ حیات کو تصوف کے نام سے یاد کیا جانے لگا اور اس طرزِ حیات کے اپنانے والوں کو عام طور پر صوفی کہا جانے لگا ___ تصوف اسلامی کے اہم ترین اور نمایاں ترین مضامین و مطالب توحید یا خدا کی وحدانیت اور

Marfat.com

وحدت انسانی یا انسان دوستی ہیں۔ تصوف کے دوسرے تمام مطالب و تصورات توحید خداوندی اور انسان دوستی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر متعلق ہیں۔ تصوف میں توحید کا موضوع بنیادی نوعیت کا ہے' صوفی موحدِ کامل ہوتا ہے' وہ ہر قسم کی آمیزش سے پاک توحیدِ خالص پر ایمان رکھتا ہے' اُس کی نظر میں خدا ایک ہے اور انسان بھی مجموعی طور پر ایک ہی ہے۔ یوں صوفی کی نظر میں سارے انسان اپنی عددی کثرت کے باوجود ایک ہی ہیں اور یہی تصور انسانیت کی بنیاد بھی ہے۔

تصوف میں توحید کا تصور اس قدر بنیادی ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ تصوف درحقیقت توحید پر پختہ ایمان کا نام ہے اور صوفی درحقیقت ایک پختہ موحد کو کہتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اسی لیے بعض صوفیہ خود کو موحد یا اہل وحدت کہتے ہیں' مشہور صوفی عزیز الدین نسفیؒ اپنی کتاب ''الانسان الکامل'' میں صوفی کو اہل وحدت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وحدتِ خداوندی کے حوالے سے یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ خوف اور طمع انسان کی بنیادی صفات ہیں اور قرآن میں اس حوالے سے ان کا باہم ذکر کئی بار آیا ہے، اگرچہ خوف کے کئی پہلو ہیں: بھوک کا خوف' جان کا خوف' موت کا خوف' مال کے نقصان کا خوف اسی طور طمع یا امید و آرزو کے کئی پہلو ہیں: نفع کی آرزو' مال و دولت پانے کی آرزو' دنیا میں ہمیشہ رہنے کی آرزو وغیرہ۔ لیکن ان تمام پہلوؤں میں خوف و طمع کے دو پہلو بنیادی ہیں: ایک فنا یا موت کا خوف دوسرے بقا یا ہمیشہ زندہ رہنے کی طمع یا آرزو یعنی انسان

Marfat.com

کے خوف کا سب سے زیادہ بنیادی پہلو فنا ہونے کا خوف ہے اور انسان کی طمع کا سب سے زیادہ بنیادی پہلو اس دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے کی آرزو ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان اس جہان میں ہمیشہ نہیں رہتا کہ انسان کو فنا یا موت سے مفر نہیں' باوجود تاج محل یا اہرام بنانے کے انسان آخرکار ایک دن معدوم ہو جاتا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بلکہ اس جہان کی ہر چیز فنا پذیر ہے اور یہ بات سوچنے اور فکر کرنے والے انسان کے ذہن کو اس حقیقت کی طرف نشاندہی کرتی ہے کہ یقیناً ایک ذات ہے جو فنا یا معدومیت سے منزہ اور بری ہے اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ وہی ذات اس کائنات اور اس دنیا اور خود انسان کی خالق و مالک ہے اور اس کائنات کا نظام چلا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ وہ ذات جو خالق و مالک کائنات ہے اور جو اس کائنات کا نظام چلا رہی ہے ایک ہی ہو سکتی ہے وہ دو ہستیاں نہیں ہو سکتیں کہ اگر دو ہستیاں ہوتیں تو اس کائنات میں جو نظم و ترتیب موجود ہے وہ قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ پھر نظم و تربیت کے بجائے انتشار و اختلال ہوتا ____ اسی لیے قرآن پاک کائنات کے بارے میں سوچنے اور غور کرنے کی تلقین کرتا ہے کہ انسان اسی غور و فکر کے نتیجہ میں خدا کی وحدانیت تک پہنچتا ہے ____ فرمان حق ہے "ان فی خلق السموت و الارض واختلاف اللیل و النہار لآیات لاولی الالباب .... عذاب النار" یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور دن اور رات کے اختلاف میں اہل دانش

Marfat.com

کے لیے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرنے میں کھڑے بیٹھے اور لیٹے زمین و آسمان کی تخلیق میں فکر کرتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں کہ (اے خدا) تو نے یہ کائنات بے فائدہ پیدا نہیں کی (آل عمران، آیت ۱۹۱)۔ اسی طرح سورہ روم کی آیات ۱۹ تا ۲۶ میں قرآن پاک نے انہی حقایق کو بیان کیا ہے۔ یوں کائنات کا ذرہ ذرہ اہل بصیرت کے لیے خداوند تعالیٰ کی وحدانیت کو پیش کر رہا ہے ___ ویسے بھی توحید تمام اساسی اوصافِ حسنہ کی بنیاد ہے' جو شخص توحید پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہے وہ منافق نہیں ہو سکتا کہ اس کا ایمان ہے کہ اس کا خدا جو علیم و بصیر ہے' اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ خدا پر پختہ ایمان انسان میں آخرت کی امید' اپنی ذات پر اعتماد اور ایثار کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ مومن اپنی موت سے نہیں ڈرتا' عزیزوں کی موت پر صبر کرتا ہے' ہر آفت و مصیبت کو رضائے الٰہی سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کرتا ہے' مصیبت یا ضرورت کے وقت دوسروں کا مددگار' اخوتِ اسلامی اور انسان دوستی کا علمبردار بننے کے ساتھ ساتھ ایک توانا اور مضبوط شخصیت کا مالک اور معاشرہ کا مفید فرد ہوتا ہے، توحید پر ایمان رکھنے والا انسان انسانیت پر بھی ایمان رکھتا ہے، جب صوفی کو اس بات کا حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے کہ خدا ایک ہے اور وہ تمام مخلوقات کا پالن ہار ہے، سارے انسان عیال اللہ ہیں تو یہ تصورِ وحدانیت اسے وحدتِ انسانی کا تصور عطا کرتا ہے کہ سارے انسان خدا کے بندے ہیں' سب کا رب ایک ہی ہے جو خدائے وحدہٗ لاشریک لہ ہے' اس تصور کے نتیجے میں

Marfat.com

وہ جذبۂ انسان دوستی سے سرشار اور سرمست ہو جاتا ہے اور دوسروں کے دلوں میں اپنے دل کی دھڑکن محسوس کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کے ذہنوں کے آئینوں میں اپنے ہی خیالات کا پرتو دیکھتا ہے' اس لیے وہ دوسروں سے ان کی خامیوں اور برائیوں کی بنا پر نفرت نہیں کرتا بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتا ہے۔ سراپا محبت اور شفقت بن کر دوسروں کے دلوں میں گھر کر لیتا ہے۔ وہ مذہب یا مسلک کے اختلاف کی بنا پر دوسروں سے تعصب نہیں کرتا' وہ مسلمان' کافر' مشرک سب کے لیے سینہ کشادہ رکھتا ہے۔ سب کے لیے اپنے دل میں محبت رکھتا ہے کہ اس کے رب کے بندے ہیں' یوں وہ صلح کل کا داعی ہوتا ہے۔

صوفیائے صاف دل نے انسان دوستی کو بہت اہمیت دی ہے' ان کی تعلیمات میں توحید کی تلقین کے ساتھ انسان دوستی کا درس سرفہرست ہے۔ کیونکہ صوفی کی نظر میں سارے انسان اس فرمانِ حق کے مطابق ''ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدہ'' (سورہ ۳۱ آیت ۲۸) درحقیقت ایک جسم واحد کی طرح ہیں ــــ جس طرح جسم کے ایک عضو کو اگر درد ہو تو دوسرے اعضا بھی درد محسوس کرتے ہیں' اسی طرح اگر ایک انسان دکھ میں ہو تو دوسرے انسانوں کو بھی اس کا دکھ محسوس کرنا چاہیے' یہی انسانیت ہے' اسی تصور کے نتیجے میں صوفی دوسروں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد گردانتا ہے' دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی اس حد تک خیال کرتا ہے کہ نہ صرف اس دنیا میں دوسروں کی راحت کے لیے ایثار

وقربانی سے کام لیتا ہے اور ہر نوع کی زحمت برداشت کرنے کو آمادہ رہتا ہے بلکہ آخرت کے حوالے سے بھی دوسروں کے لیے ایثار کرنے اور انہیں راحت پہنچانے کا خواہاں رہتا ہے۔ بایزیدؒ دعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ میرا وجود اتنا بڑا بنا دے کہ دوزخ میں صرف میرا وجود ہی سما سکے' اس میں کسی اور کے سمانے کی گنجائش ہی نہ رہے'' ___ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے پیر و مرشد شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ ساری رات دوزخ کے خوف سے نہیں سوئے اور صبح کے وقت میں نے سُنا کہ وہ دعا میں فرما رہے ہیں کہ ''اے اللہ کیا اچھا ہوتا کہ دوزخ میرے وجود سے بھر دی جاتی تا کہ دوسروں سارے انسانوں کی رہائی ہو جاتی'' ___ حضرت شبلیؒ کا قول ہے کہ صوفی اس وقت تک صوفی نہیں ہوتا جب تک وہ تمام خلق خدا کو اپنے عیال کی طرح نہ سمجھے یعنی ان پر شفقت نہ کرے ___ صلاح بن مبارکؒ کہتے ہیں کہ جس کا ظاہر بے رنگ ہو اور باطن بے جنگ ہو وہ صوفی ہے ___ حضرت جنیدؒ کا قول ہے کہ صوفی زمین کی طرح ہے کہ اس میں ہر بُری چیز ڈال دیتے ہیں لیکن اس میں سے جو چیز نکلتی ہے وہ اچھی ہوتی ہے ___ خواجہ معین الدین چشتیؒ کا قول ہے کہ صوفی وہ ہے جس میں سخاوت دریا کی طرح' شفقت آفتاب کی طرح اور تواضع زمین کی طرح ہو۔ (سیر الاولیاء، مرتبہ سید مبارک علوی) ___ اسرار التوحید میں ہے کہ ایک روز شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ نیشاپور میں ایک جماعت کے ساتھ ایک گلی سے گذر رہے تھے' ایک عورت اپنے کوٹھے سے چولھے

Marfat.com

کی راکھ پھینک رہی تھی' کچھ راکھ شیخ کے کپڑوں پر گر گئی۔ شیخ اس بات سے بالکل متاثر نہیں ہوئے لیکن ساتھیوں کو سخت غصہ آیا اور انھوں نے چاہا کہ صاحب خانہ کی خبر لیں۔ شیخ نے کہا کہ آپ لوگ غصہ میں نہ آئیں وہ شخص جو آگ کے لائق تھا اُس پر راکھ ہی گری ہے یہ موقع تو شکر کرنے کا ہے' یہ سن کر سب پر رقت طاری ہو گئی اور کسی نے کسی کو کوئی آزار نہ پہنچائی ــــ ایک روز شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ ایک جماعت کے ساتھ ایک چکّی کے پاس سے گذرے' آپ نے گھوڑا روک کر کچھ توقف کیا اور پھر فرمایا' جانتے ہو کہ چکّی کیا کہتی ہے؟ یہ کہتی ہے کہ تصوف یہ ہے کہ میں سخت چیزیں لیتی ہوں' نرم چیزیں واپس کر دیتی ہوں' اپنے ہی گرد طواف کرتی ہوں' اپنا سفر اپنی ذات میں کرتی ہوں' تاکہ جو چیزیں اچھی نہیں ہیں وہ اپنے سے دور کرتی رہوں۔ سب لوگ یہ نکتہ سن کر بہت محظوظ ہوئے ــــ شیخ سے لوگوں نے پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا تصوف میں دو چیزیں ہیں: نظر یکسو رکھنا اور زندگی یکساں گزارنا یعنی نظر صرف اللہ کی طرف رکھنا اور ظاہر و باطن ایک رکھنا، کامیابی پر فخر نہ کرنا اور ناکامی پر مایوس نہ ہونا، یوں ہر حال میں یکساں رہنا۔

(اسرارالتوحید)

شیخ ابو محمد جُریریؒ سے کسی نے سوال کیا کہ تصوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تصوف ہر اعلیٰ خلق کو اپنانے اور اخلاقِ رذیلہ کو ترک کر دینے کا نام ہے۔ حضرت ابنِ عطاؒ نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ بندوں کے مراتب کس چیز سے بلند

Marfat.com

ہوتے ہیں؟ کسی نے جواب دیا صائم الدھر رہنے سے، کسی نے کہا کہ نماز میں مشغول رہنے سے، کسی نے جواب دیا مسلسل مجاہدہ کرنے سے، کسی نے کہا خیرات وصدقات دینے سے، آپ نے فرمایا صرف اسی کو بلند مراتب حاصل ہوتے ہیں جس کے اخلاق عمدہ ہوں۔ مشائخ کا قول ہے۔ التصوف کلہ خلق (یعنی تصوف تمام تر اخلاق ہے) اور حقیقت میں تصوف کا کمال یہی ہے کہ تصوف کی روش اختیار کرنے سے انسان میں تمام اخلاقِ پسندیدہ موجود اور اخلاق ناپسندیدہ معدوم ہو جاتے ہیں۔ صوفیہ کا قول ہے کہ عوام عبادات اور ریاضات بہت زیادہ کرتے ہیں اور خواص اپنے اخلاق کی اصلاح کرتے ہیں کیونکہ بے خوابی اور بھوک کی سختی برداشت کرنا برے اخلاق میں نفس کی مخالفت کرنے سے آسان ہوتا ہے ___ مرتعش فرماتے ہیں کہ تصوف حسنِ خلق کا نام ہے اور یہ تین قسم کا ہے: ایک حق کے ساتھ کہ خدا کے احکامات پر بغیر ریا کے عمل کیا جائے، دوسرے خلق کے ساتھ کہ بڑوں کے ساتھ احترام سے، چھوٹوں سے شفقت سے اور اپنے ہم جنسوں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے اور کسی سے نہ کوئی غرض رکھے اور نہ معاوضہ کی توقع، تیسرے اپنے ساتھ حسن خلق یہ ہے کہ خواہش نفسانی اور ہوائے شیطانی کی پیروی نہ کرے (ہجویری، کشف المحجوب، ص ص ۴۷-۳۵) ___

خواجہ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں: گل بن، خار مت بن، یار بن، اغیار مت بن اور مار بد (برا سانپ) یارِ بد سے بہتر ہے ___ اے عزیز تصوف کیا ہے؟ کام کرنا

مزدوری نہ مانگنا' تکلیف سہنا کسی سے نہ کہنا ___ اس طرح زندگی گزارو کہ لائقِ ثنا بنو، ایسی زندگی مت گزارو کہ مستحقِ بددعا بنو، راست گوئی اختیار کرو عیب جوئی مت کرو، بزرگوں کا احترام کرو اور علم کے حاصل کرنے سے عار مت کرو ___ اے اللہ! وہ دل دے جو طاعت میں اضافہ کرے اور وہ طاعت دے جو بہشت کی طرف راہنمائی کرے' وہ علم عطا فرما جس میں آتشِ ہوا نہ ہو اور وہ عمل دے کہ جس میں آبِ ریا نہ ہو۔

ابو معشر بلخیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ پر چھ چیزیں واجب ہیں' ان میں سے دو زبان پر' دو بدن پر اور دو دل پر' زبان پر دو چیزیں واجب ہیں: ایک ذکر خدا' دوسری اچھی بات' بدن پر دو چیزیں واجب ہیں: طاعت خدا اور رنج خود' دل پر دو چیزیں واجب ہیں: ایک حکم خدا کا احترام کرنا اور خلق خدا پر شفقت کرنا۔ (رسائل خواجہ عبداللہ انصاری)

ایک صوفی عزیز الدین نسفیؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹا ہو یا بڑا سب کو عزیز رکھو تاکہ چھوٹے اور بڑے تمہیں بھی عزیز رکھیں۔ دوست اور دشمن کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ تاکہ دوست تو زیادہ دوست بنے اور دشمن زیادہ دشمن نہ ہو بلکہ دوست بن جائے ___ دوسروں کی باتوں کو برداشت کرنا دوسروں کے ساتھ انکسار سے پیش آنا' سب کی عزت کرنا اور سب پر شفقت رکھنا انبیا اور اولیا کا اخلاق ہے' جسے وہ یوں فرماتے ہیں کہ "تحمل از ہمہ' تواضع باہمہ' عزت داشت ہمہ و شفقت

Marfat.com

برھمہ اخلاق انبیا و اولیاست" (سب کے ساتھ درگذر سے کام لینا' سب سے عاجزی سے ملنا' سب سے عزت و شفقت سے پیش آنا انبیا اور اولیا کا اخلاق ہے) ___ شمس تبریزؒ فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ سے رہائی چاہتے ہو تو خدمتِ خلق کرو، اگر جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو عبادتِ حق کرو۔ (مقالات شمس تبریز)

تصوف کے مثبت اثرات کے تحت ہی مشرقی ادب میں فحاشی' خوشامد' بے جا مدح اور قصیدہ گوئی کی روایت کم اور کمزور ہوئی ہے' تصوف نے تعصّبات مذہبی کو ختم کر کے وحدتِ انسانی کا سبق دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عہدِ حاضر میں اور آنے والی صدیوں میں اگر کوئی مذہب یا مسلک عمومی طور انسانیت کے لیے مفید ہو سکتا ہے اور سارے انسانوں کو قابلِ قبول ہو سکتا ہے تو وہ تصوف خالص یا تصوفِ اسلامی ہی ہے' جس میں وحدت حق اور وحدت انسانی پر کامل ایمان کے ساتھ دین و دنیا کا توازن ہے' دنیا کا حصول دین کی راہ میں رکاوٹ نہیں بشرطیکہ دنیا کا حصول قرآن وسنت کے مطابق اور حلال و حرام کی احتیاط کے ساتھ ہو۔ ایسا معاشرہ جہاں خدا پرستی' بے تعصبی' انسان دوستی' خدمتِ خلق اور احسان و ایثار کے جذبے کارفرما ہوں گے' جہاں دین و دانش' علم و عرفان اور ذکر و فکر کو یکساں اہمیت دی جاتی ہوگی وہ معاشرہ سچے صوفیہ ہی کا ہو سکتا ہے اور ایسا ہی معاشرہ دور حاضر اور آنے والی صدیوں کی ضرورت ہے' تصوف کے مثبت رجحانات جس معاشرہ میں پھلے پھولیں گے وہ معاشرہ جنتی ہوگا۔ ایک درویش وقت کا کیا خوب قول ہے کہ

Marfat.com

جہاں خدا کو یاد کیا جاتا ہو، امن و سکون ہو وہ جگہ تو جنت ہے۔

جدید معاشرے میں تصوف کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے ایک نظم پیش کی جاتی ہے جس میں مباحثہ کی صورت میں تصوف کے منفی اور مثبت اثرات پر بحث کے ساتھ حقیقی تصوف کی نشاندہی کی گئی ہے:

مباحثہ، تصوف اور ایک مردِ نکتہ رس

شاہانِ فقر پیشہ، سلاطینِ صوف پوش
کہتے ہیں جن کو صوفی، وہ اللہ کے ولی
ڈرتے تھے جن کے غیظ سے شاہانِ پُر جلال
پاتے تھے جن سے فیض، سبھی مفلس و غنی
جن کا عقیدہ فرقہ پرستی سے پاک تھا
جن کا طریقہ عفو و کرم، صلح و آشتی
مطلوب جن کو تھی فقط اللہ کی رضا
جن کا عمل تھا پیرویِ سُنتِ نبیؐ
جن کی نظر میں دولتِ دنیا تھی ہیچ شے
رکھتے تھے، جو نگاہ میں دُنیائے اُخروی

Marfat.com

ہوتے تھے پہلی صف میں جو اللہ کے حضور
اصحابِ صُفّہ سے بھی تھی نسبت جنھیں ملی
جن کا مکان و مدرسہ ہوتی تھی خانقاہ
سیرت جہاں سنورتی تھی' ڈھلتے تھے آدمی
اہلِ کمال' اہلِ صفا' اہل دل تھے جو
عزّ و وقار جن سے ہی پاتی تھی زندگی
دل کا تھا ٹوٹنا' جنھیں کعبے کا انہدام
جن کی نظر میں قدر تھی انسان کی بڑی
دلداری دوسروں کی جنہیں حج سے تھی عزیز
ہوتے تھے اے خدا وہ بھی کیا پیارے آدمی!
پیدا جہاں میں ہوتے نہیں ایسے لوگ کیوں؟
ملت کی کوکھ دوستو! کیا بانجھ ہو گئی؟
حسرت سے کہہ رہا تھا میں احبابِ وقت سے
قحط الرجال پر تھی جب اِک گفتگو چلی

☆ ☆ ☆

سُنتے ہی میری بات وہ چیں بر جبیں ہوا
وہ میرا دوست آیا تھا یورپ سے جو ابھی

Marfat.com

اس نے کہا ''میں تجھ کو سمجھتا تھا اہلِ علم
لیکن تو گفتگو سے تو لگتا ہے مولوی
تعمیر قریہ قریہ میں ہو جائے خانقاہ
تیرا یہی خیال ہے، خواہش یہی تری
غوطے لگائیں بحرِ فنا و بقا میں لوگ
ہُو حق ہی بس کیا کرے ہر شخص ہر گھڑی
نشّے ہوں ''صحو'' و ''سکر'' کے ملت میں موجزن
گھر گھر میں بس ہو کشف و کرامت کی بات ہی
''تلوین'' ہو مزاج میں، ''تمکیں'' خیال میں
''اعیانِ ثابتہ'' سے رکھیں رابطہ سبھی
''ستر'' و ''تجلّیات'' کی سب پر ہوں واردات
لذت میں سارے گم رہیں ''غیب'' و ''حضور'' کی
قوّالیاں ہوں، عرس ہو، ختم و نیاز ہو
ہنگامہ مزار ہی بن جائے زندگی
مانا یہ سب درست و لیکن مرے عزیز!
تصویر کا یہ رُخ بھی نظر میں رکھا کبھی؟

Marfat.com

ہوجائیں گر جہاں میں سبھی لوگ مُفت خور
بن جائیں صوفی اور کریں ذکر و فکر ہی
کھیتوں میں جا کے بول چلائیگا کون ہل؟
شہروں میں جا کے کون چلائے گا فیکٹری؟
کیا ہو گی شے جو کھاؤ گے پہنو گے چیز کیا؟
اُترے گا آسماں سے نہ اب مائدہ کبھی!
کافر تو آسماں پہ بناتے ہیں بستیاں
تعمیرِ خانقاہ فقط آرزو تری
سہمے ہوئے ہیں انکی تو پرواز سے نجوم
تو بن میں ڈھونڈتا ہے سکون و جمود ہی
ذرّے سے آفتاب تلک انکی دسترس
اور وجد و حال تک ہے فقط دسترس تری
لاہوت کے خیال میں رہتا ہے تو مگن
ان کو لگن، ہو عالمِ ہستی کی رُت نئی
منوا رہے ہیں سب سے وہ اپنے وجود کو
تو وحدت الوجود میں اٹکا ہوا ابھی

Marfat.com

تخلیق تیرے فکر کی وہم ''تنزلات''
ایجاد کر رہے وہ اشیا نئی نئی
دستِ ''رجالِ غیب'' میں تیرا نظامِ زیست
محنت سے اپنی خود وہ بناتے ہیں زندگی
پیری مریدی تیرے لیے ایک کاروبار
وہ ہیں کہ ان میں بوجھ کسی پر نہیں کوئی
اس قوم کو ہے زہرِ ہلاہل ترا خیال
بیچاری پستیوں میں جو خود ہے پڑی ہوئی
صوفی خدانخواستہ گر بن گئی یہ قوم
ہونا ہے کل جو خاتمہ ہو گا وہ آج ہی
ملت کو اپنی دانش و حکمت کا دے سبق
آواز ہے یہ وقت کی' یہ رُوحِ عصر بھی
دلّی میں صوفیہ کے تھے بائیس سلسلے
اس کو بچا سکا نہ تباہی سے ایک بھی
وہ قوم اس جہاں میں سلامت رہی سدا
بانگِ دَرائے وقت کے جو ساتھ ہی چلی

یا جس نے اپنی قوّتِ بازو سے ایک دن
اُٹھ کر لگام اشہبِ دوراں کی موڑ دی
وہ قوم اس جہاں میں تو ناپید ہوگئی
جو وقت کی پکار سے منہ موڑ کر چلی“

☆ ☆ ☆

میں نے کہا ”غلط ہے کہ صوفی تھے مفت خور
رہتے تھے بَن میں چھوڑ کے دنیا کی زندگی
راہب نہیں تھے‘ اہلِ جہاد و عمل تھے وہ
تاجر تھے‘ کاشتکار تھے مردانِ متقی
اہلِ نظر تھے‘ صاحبِ سیف و قلم تھے وہ
اپنی مثال آپ تھے‘ اللہ کے ولی
کرتے تھے جو بھی کام‘ تھا معیار ان کا حق
گذری ہے راہِ حق میں سدا ان کی زندگی
وُہ نور کے مَنار تھے‘ حکمت کے تھے چراغ
ان کی تھی زندگانی‘ زمانے کی روشنی
ان کی صداقتوں کا زمانہ ہے معترف
ان کی ہی عظمتوں سے بڑائی ہمیں ملی

تیری نگاہ اور ہے میری نگاہ اور
بے صدقِ دل ہوا پہ ہے بنیادِ آگہی
مغرب کی زندگی سے ہے مرعوب تیرا ذہن
میں جانچتا ہوں ذہن میں مغرب کی زندگی
مغرب میں آدمی ہے تنومند جانور
ہے اہلِ دِل تصوف مشرق میں آدمی
اپنے وجود ہی کو سمجھتے ہیں وہ عزیز
اور وحدت الوجود میں اپنے ہیں غیر بھی
صوفی کی زندگانی تو ایثار ہے تمام
خود غرضیوں پہ مبنی ہے مغرب میں زندگی
اس سے فقط نجوم ہی سہمے نہیں ہوئے
اس دورِ ایٹمی سے تو لرزاں ہے زیست بھی
تن کے مطالبات یہ مانا کہ ہیں اہم
کچھ مانگتی ہے تجھ سے مگر تیری رُوح بھی
تیری نظر میں زیست کا پہلو ہے صرف ایک
میری نظر میں پوری ہے انساں کی زندگی

Marfat.com

برتر مری نگاہ میں افراد و کارکن
برتر تری نگاہ میں فولاد و فیکٹری"
سُنتا تھا ساری بحث کو اک مردِ نکتہ رس
بولا کہ آپ دونوں کا مطلب ہے بس یہی
"صوفی ہر ایک آدمی تھوڑا سا ہو ضرور
اور ہو ہر ایک صوفی بھی تھوڑا سا آدمی"

دورِ حاضر کے اہم مسائل اور ان کا حل

تصوف کے افکار کی روشنی میں

دورِ حاضر میں انسان کی جدید ضروریاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ بہت سے مسائل نے بھی جنم لیا ہے' آج کا انسان بے انتہا مادی وسائل اور دولت و ثروت رکھنے کے باوجود ذہنی الجھنوں اور قلبی نا آسودگی کا شکار ہے۔ دورِ حاضر کا معاشرہ نسلی' لسانی اور مذہبی تعصبات میں بٹا ہوا ہے' اس لیے آج کے انسان کی شخصیت بھی بٹی ہوئی ہے' وہ بہت سی ذہنی الجھنوں اور قلبی پریشانیوں سے دوچار ہے۔ تصوفِ اسلامی کا ایک پہلو جو اعلیٰ اخلاق' خدمتِ خلق اور ہمہ مشربیت پر مبنی ہے آج کے انسان کو ان نفسیاتی بیماریوں سے نجات دلا سکتا ہے۔

دورِ حاضر کے انسان کے پاس دولتِ دنیا ہے لیکن سکونِ دل نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اسے دولت و اقتدار کی ہوس نے اندھا کر دیا ہے' دولت و اقتدار کے حصول کے لیے حلال و حرام کا فرق اس کی نظر میں مٹ گیا ہے' وہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت سمیٹنے میں لگا ہوا ہے اور وہ دولت جو حلال و حرام کے فرق کے بغیر جمع کی جائے ایک سانپ کی طرح ہے جو ہر وقت اپنے مالک کو ڈستا رہتا ہے یوں دولت کا مالک ذہنی سکون اور طمانیتِ قلبی سے محروم رہتا ہے البتہ تصوفِ خالص اختیار کر کے انسان اس سانپ کے زہر سے بچ سکتا ہے۔

۸۰۸۱۹

Marfat.com

تصوف میں دین و دنیا کا توازن ہے، صوفیائے صادق کی نظر میں دنیا بُری نہیں بلکہ دنیاداری یعنی دنیا سے محبت بُری چیز ہے، اسی طرح دولت بُری نہیں بشرطیکہ دولت قرآن وسنت کے مطابق حلال وحرام کی احتیاط سے حاصل کی گئی ہو۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے ایک صوفی نے پوچھا تھا کہ دولت کے ساتھ سانپ کا ذکر کیوں آتا ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ جہاں زمین میں خزانہ دفن کیا جاتا ہے اس پر سانپ بیٹھ جاتا ہے فرمایا دولت بھی سانپ کی طرح زہریلی ہے پوچھا پھر آپ نے کیوں دولت رکھی ہوئی ہے؟ (حضرت بہاء الدینؒ تجارت کرتے تھے اور کافی مالدار تھے) فرمایا ہم نے اس سانپ (دولت) کا زہر نکال دیا ہے یعنی یہ دولت ہم نے حلال ذریعے سے حاصل کی ہے۔ امام غزالیؒ سے لوگوں نے کہا کہ آپ تمام دن دنیا و دنیاداری کی مذمت اور فقر کی تعریف میں وعظ فرماتے رہتے ہیں اور مخلوقِ خدا کو ترکِ دنیا کی نصیحت کرتے ہیں اور خود گھوڑوں اور اونٹوں کا اصطبل بھی رکھتے ہیں آپ کی نصیحت کا کیا اثر ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ اصطبل مٹی میں ہے دل میں نہیں خدا کی نظر دل پر ہے مٹی پر نہیں۔ ابوسعید ابوالخیرؒ نے امام قشیریؒ سے کہا تھا کہ سنا ہے کہ آپ کے پاس اوقاف کا بہت مال ہے۔ امام نے فرمایا یہ مال ہاتھ پر رکھا ہوا ہے دل پر نہیں۔ ویسے بھی اسلام میں دولت دنیا مطلقاً بری نہیں کہ فرمان حق ہے "ولاتنس نصیبک من الدنیا" یعنی دنیا سے اپنا حصہ (حاصل کرنا) فراموش نہ کرو" (سورہ ۲۸، آیت ۷۷) اور یہ بھی قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

زینتِ دنیا اور پاک رزق کے حصول کو حرام نہیں فرمایا (سورہ ۷، آیت ۳۲)، اسی ضمن میں یہ بات بھی ہے کہ قرآن پاک نے ترک دنیا کی واضح طور پر ممانعت فرمائی ہے کہ قرآن میں ہے "انہوں نے رہبانیت (ترک دنیا) کو خود ایجاد کر لیا، ہم نے رہبانیت کو ان پر واجب نہیں کیا تھا" (سورہ ۵۷، آیت ۲۷)، قرآن پاک میں مشہور دعا ہے "اے اللہ ہمیں دنیا کی بھلائیاں اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرما" (سورہ ۲، آیت ۲۰۱) اور اس دعا میں دنیا کی بھلائی کا ذکر پہلے ہے سو دنیا کی بھلائی اور دولت دنیا کی اہمیت واضح ہے، اسی حوالے سے حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ رتبۃ الحیات میں فرماتے ہیں "یاد رکھو کہ کھانا پینا گھر داری اور شادی بیاہ جو ضرورت کے مطابق ہو وہ تمام تر دین ہے، حقیقتِ اسلام کے قطعاً منافی نہیں" ____ حضرت نظام الدین اولیاؒ کا قول ہے کہ دنیا صورت اور معانی دونوں لحاظ سے ہے۔ ایک وہ ہے جو ظاہری اور باطنی طور پر دنیا ہے، وہ ضرورت سے زیادہ سامان اور گناہ گاری ہے، دوسری وہ جو ظاہری اور معنوی طور پر دنیا نہیں وہ پر خلوص عبادت ہے، تیسری جو ظاہری طور پر دنیا نہیں ہے لیکن معنوی طور پر دنیا ہے وہ ریا کاری کی عبادت ہے اور چوتھی جو بظاہر دنیا ہے لیکن حقیقت میں دنیا نہیں، وہ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کرنا ہے ____ آپ کا فرمان ہے کہ ترک دنیا یہ نہیں کہ انسان ننگا پھرے اور لنگوٹ باندھ لے، ترک دنیا یہ ہے کہ کھائے پہنے، دوسروں کو کھلائے اور پہنائے اور زخمی دلوں پر شفقت اور مستحقین کی مدد کرے اور اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی

Marfat.com

رکھے (سیر الاولیاء، مرتبہ محمد مبارک علوی کرمانی) ـــــ عزیز الدین نسفیؒ فرماتے ہیں یہ مت خیال کرو کہ مرد آزاد یعنی صوفی گھر، باغ اور بوستان نہیں رکھتا، صوفی یہ چیزیں رکھ سکتا ہے بلکہ اس کے پاس حکومت بھی ہو سکتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اگر صوفی کو حکومت مل جائے تو وہ فخر و شادمانی نہیں کرتا اور اگر اس سے حکومت واپس لے لی جائے تو وہ غمگین نہیں ہوتا۔ اس کی نظر میں حکومت کا آنا اور اس کا چلا جانا دونوں یکساں ہیں، عوام کی پسند یا ناپسند یا عوام کا رد و قبول دونوں اس کے لیے معنی نہیں رکھتے۔ اس کے لیے اگر کوئی حقیقت ہے تو وہ رضائے حق ہے۔

شیخ ابو مسلم فارس بن غالب الفارسیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ ابو سعید بن ابی الخیرؒ کی خدمت میں گیا تا کہ ان کی زیارت کروں۔ میں نے دیکھا کہ ایک تخت پر تکیے لگے ہوئے ہیں اور وہ اس تخت پر ٹانگ رکھے لیٹے ہوئے ہیں۔ مصری ریشم کی قبا پہنے ہوئے تھے اور میں موٹے جھوٹے کپڑوں میں تھا جو جھول کی طرح تھے۔ محنت سے میرا جسم ٹوٹا ہوا تھا اور مجاہدے سے چہرہ زرد تھا۔ ابوسعید ابوالخیرؒ کو اس حالت میں دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص ولی اللہ اور صوفی نہیں ہو سکتا، میں بھی درویش وہ بھی درویش، میں ایسی زحمتوں میں اور وہ ایسی راحتوں میں۔ ابوسعید ابوالخیرؒ کو فوراً میرے دل کا حال معلوم ہو گیا اور انھوں نے میرے غرور کو دیکھ لیا۔ مجھ سے کہا کہ اے ابو مسلم کس کتاب میں پڑھا ہے کہ درویش خود بین ہوتا ہے۔ اے درویش چونکہ ہم نے صرف حق کو دیکھا تو حکم ہوا

کہ ہم تم کو صرف تخت پر ہی بٹھائیں گے اور تم نے خود کو دیکھا یعنی خود بینی کی تو فرمایا کہ ہم تجھے ماتحت ہی رکھیں گے۔ ہمارے حصہ میں مشاہدہ آیا' تمہارے حصے میں مجاہدہ اور یہ دونوں تصوف کے مقامات ہیں' حق تعالیٰ دونوں سے پاک ہے اور درویش مقامات سے فانی اور احوال سے آزاد ہوتا ہے۔ شیخ ابو مسلم نے کہا کہ یہ سن کر میرے ہوش اڑ گئے۔ دنیا میری نظروں میں تاریک ہو گئی' جب کچھ ہوش آیا تو معذرت کی اور انہوں نے میری معذرت قبول کر لی۔ (علی ہجویری، کشف المحجوب)

رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ عجیب اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ درویش وہ ہوتا ہے جو گدا اور محتاج ہو' لوگ نہیں سمجھتے کہ خداوند تعالیٰ نے کسی مرشد کو مخلوق کا محتاج نہیں رکھا۔ شیخ مجد الدین بغدادیؒ کی خانقاہ کے دستر خوان کا خرچ ہر سال دو لاکھ دینار تھا ــــــ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانیؒ ہی فرماتے ہیں کہ زمین اور مزارع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے پیدا کیا' اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ زمینیں آباد ہوں اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچے' اگر لوگ یہ جان لیں کہ دنیا کا بنانا جو اپنی آمدنی اور فائدے کے لیے ہو' اسراف کے لیے نہ ہو' کتنے ثواب کا موجب ہے تو کبھی بھی دنیا کے بنانے کو نہ چھوڑیں اور اگر یہ جان لیں کہ زمین کو بے کار چھوڑنے سے کیا گناہ حاصل ہوتا ہے تو زمین کو کبھی بھی بیکار نہ چھوڑیں' اگر کوئی شخص زمین رکھتا ہے اور اس زمین سے ہر سال ایک ہزار من غلہ حاصل ہوتا ہے اور مالک کی کوتاہی سے تو سو من حاصل ہو تو گویا اس کی کوتاہی سے

سو من غلہ خلقِ خدا کے حلق سے دور ہو گیا' اللہ تعالیٰ اس کو اس کوتاہی پر اس سے باز پرس کریں گے۔ اگر کوئی شخص کاہلی سے اپنی زمین پر کام نہیں کرتا اور اسے ترک دنیا اور زہد کا نام دیتا ہے تو یہ شیطان کی پیروی کے علاوہ کچھ نہیں' بیکار آدمی سب سے بُرا ہے آخرت کے حوالے سے بھی اور دنیا کے حوالے سے بھی۔ (جامی نفحات الانس)

ایک روز حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ درویشوں کے ساتھ روئی سے بنولے نکال رہے تھے' آپ نے فرمایا رسول اکرم ﷺ کبھی بیکار نہیں بیٹھے اور نہ بیکار لوگوں کو پسند کرتے تھے۔ تبلیغِ دین کے بعد اور امور دنیا کے بعد گھر میں جھاڑو دیتے تھے' اپنے جوتے گانٹھتے تھے' بازار سے ضروریات زندگی لاتے تھے' اپنے ہمسایوں سے پوچھتے تھے کہ تمہارا کوئی کام ہے جو میں کر دوں' اگر ہوتا تو آپ وہ کام کرتے' مقصد یہ ہے کہ انسان کو کبھی بیکار نہیں رہنا چاہیے اگر وہ دین کا کام نہیں کرتا کم از کم دنیا کے کام کرے۔ (چہل مجلس یا رسالۂ اقبالیہ مرتبہ اقبال جستانی)

حضرت احمد جام نامقیؒ المعروف بہ ژندہ پیل سراج السائرین میں آسائشِ خلق اور ہوس پرستی کے فرق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر تم کوئی پیشہ نہیں رکھتے' بیلچہ ہاتھ میں پکڑ دیا درانتی ہاتھ میں لو یا اینٹیں تھاپو یا لکڑیاں کاٹو مختصر یہ کہ بہت سے کام ہیں جو طاقتور کے لیے بھی ہیں اور کمزور کے لیے بھی' مسلمانوں پر بوجھ ڈالنا اور شب و روز مسلمانوں کے دستر خوانوں پر روٹیاں توڑنا اور ان کے لیے باعث زحمت بننا ہرگز مناسب نہیں ـــــ تم نکمے کیوں بنتے ہو؟

Marfat.com

محنت کیوں نہیں کرتے؟ دوسرے درویشوں کے لیے روزی کیوں نہیں مہیا کرتے؟ اور ان کی خدمت کو اللہ کے لیے کیوں نہیں پسند کرتے اور انہیں اپنا ممنون کرم کیوں نہیں بناتے؟ اگر ایسا کرو گے پھر تو میں سمجھوں گا تم سچ کہہ رہے ہو اور آسایش خلق کے لیے کام کر رہے ہو ـــــ جو آدمی اپنی کمائی کا ایک پیسہ بھی کسی فقیر کو دیتا ہے، اس کا ثواب اسے سات سو گنا ملتا ہے اور جو لوگوں سے مانگتا ہے وہ قیامت کے دن پیش ہوگا' اس کا منہ چھلا ہوا ہوگا اور اس سے پیپ بہہ رہی ہوگی کہ یہ وہ آدمی ہے جس نے لوگوں سے مانگ کر زندگی گذاری تھی۔ اگر تم دونوں جہان کی آسایش چاہتے ہو تو ایسے کام کرو جو خدا کے فرمان اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہوں تاکہ تم دونوں جہاں میں آسایش پاؤ' جو شخص یہ چاہتا ہے کہ عزیز دو جہاں بنے اسے خلقِ خدا پر بالکل ظلم نہیں کرنا چاہیے' ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے اور جو چیز دوسروں کے پاس ہے' اس کا لالچ نہیں کرنا چاہیے تاکہ تم دونوں جہاں میں باعزت بنو تمہیں چاہیے کہ تم لوگوں کے ساتھ خوش طبعی اور خوش خلقی کے ساتھ میل جول کرو۔ تمہیں اس طرح زندگی گزارنی چاہیے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مخلوق تمہیں دوست رکھے اور ان کی دوستی یوں حاصل ہو سکتی ہے کہ مخلوقِ خدا سے تم کچھ نہ مانگو اور ان پر بوجھ نہ بنو بلکہ ان کا بوجھ تم برداشت کرو سب تمہارے دوست ہو جائیں گے خواہ وہ تمہارے دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ (احمد جام نامقی، سراج السائرین)

Marfat.com

صوفیائے صاف دل دولت یا حکومت کو فی نفسہ برا نہیں سمجھتے' اسی لیے صوفیہ نے خاص طور پر اہل دولت اور اہل حکومت کے لیے بھی سلوک وتصوف کا طریقہ یا دستور وضع کیا ہے، مؤید الدین جندیؒ نے نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح میں اس سلسلے میں صوفیانِ صاحب دولت کے لیے یہ لائحہ عمل پیش کیا ہے کہ صوفی صاحب دولت کو چاہیے کہ اپنی دولت کے تین حصے کرے' ایک حصہ اپنی جائیداد کی دیکھ بھال اور کاروبار کی بہتری اور ملازمین کی تنخواہ کے لیے رکھے' دوسرے حصے کے دو حصے کرے آدھا حصہ محفوظ سرمائے کے طور پر جمع کرے اور باقی آدھا حصہ اپنے گھر والوں کی ضروریات پر خرچ کرے' تیسرے حصے کے تین حصے کرے' ایک حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرے' ایک حصہ اپنی ذاتی ضروریات پر اور ایک حصہ اپنے دوستوں' مشائخ' متعلقین اور ملازمین پر صرف کرے۔ شیخ نجم الدین رازیؒ نے اپنی کتاب مرصاد العباد میں حکمرانوں کے لیے بھی سلوک وتصوف کا طریقہ پیش کیا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تصوف اختیار کرنے والے حکمران کو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنے کے بجائے حق وانصاف کے مطابق حکومت کرنی چاہیے' اسے اپنا وقت نفلی عبادت وریاضت میں صرف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اُسے چاہیے کہ وہ رعایا کے حقوق ادا کرنے' ظلم وستم کو مٹانے اور عدل وانصاف کی روایات قائم کرنے میں اپنا وقت صرف کرے۔ اس کے لیے صرف فرض عبادات کا ادا کرنا ہی کافی ہے' مرصاد العباد میں عالموں' مفتیوں' قاضیوں'

Marfat.com

دولت مندوں' اہل زراعت اور اہل تجارت کے لیے بھی صوفیانہ روش اپنانے کا دستور بیان ہوا ہے جس میں نفلی عبادات' ریاضت و نفس کشی کے بجائے صرف اخلاقی اقدار اپنانے پر زور دیا گیا ہے اور شریعت و سنت رسول ؐ پر عمل کرنے کو لازم ٹھہرایا گیا ہے ـــــ صوفیہ کی نظر میں دولت اگر حلال طریقے سے کمائی جائے اور راہ خدا میں صرف کی جائے تو تمام تر خیر و برکت ہے اور اگر حکومت عدل و انصاف سے کی جائے اور ظلم و ستم مٹایا جائے تو تمام تر عبادت ہے۔ ایسے حاکم کے لیے صرف فرض عبادات کا ادا کرنا ضروری ہے کہ اس کا ہر وہ عمل جو عدل و انصاف اور شریعت اسلامی کے مطابق ہے وہ خود عام عبادات سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ایسی ریاست زہد اور صدق و سلوک کے خلاف نہیں بلکہ یہ ریاست ایسی ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی بھلائی کے لیے قائم کیا۔

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ عروہ بن زبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ پانی سے بھری ہوی مشک گردن پر اٹھائے تھے' میں نے کہا اے امیر المومنین آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ دوسرے علاقوں سے بہت سے وفد آئے ہوئے تھے تا کہ میری باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں' اس بات سے مجھ میں کچھ تکبر سا پیدا ہو گیا تھا میں نے اس تکبر کو توڑنے کے لیے پانی کی مشک لی اور ایک انصاری خاتون کے گھر کے مٹکوں میں پانی بھر دیا ـــــ

رسالہ قشیریہ ہی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ کے گورنر تھے' ایک روز ان کو

Marfat.com

لوگوں نے دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا کمر پر لادے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ذرا اپنے امیر کو رستہ دے دو۔

مناقب العارفین میں ہے کہ حکومت کا ایک بڑا کارندہ حضرت مولانا رومیؒ کی خدمت میں آیا کہ توبہ کرے' ملازمت چھوڑ دے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائے۔ حضرت مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ ہارون الرشید کے زمانے میں ایک کوتوالِ شہر تھا۔ ہر روز حضرت خضرؑ اس کی زیارت کے لیے آتے تھے' اچانک اس نے ملازمت چھوڑ دی اور اللہ اللہ کرنے لگا۔ پھر کبھی حضرت خضرؑ اس کے پاس نہ آئے' کوتوال کو بہت پریشانی ہوئی۔ رات کو بہت روتا رہا۔ خواب میں اسے حکم ہوا کہ جو کام تم کر رہے تھے تمہارا مرتبہ اسی کی وجہ سے تھا۔ صبح اٹھا خلیفہ کی خدمت میں گیا اور ملازمت کے لیے درخواست کی' خلیفہ نے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ اُس نے جو واقعہ گذرا تھا بیان کر دیا' خلیفہ نے اس کو کوتوالی کا عہدہ دے دیا۔ حضرت خضرؑ پھر اس کی زیارت کے لیے آنے لگے' کوتوال نے حضرت خضرؑ سے پوچھا کہ اس میں کیا راز ہے؟ حضرت خضرؑ نے کہا کہ تیرے بلند درجات کا سبب یہ ہے کہ تو دفتر میں بیٹھتا ہے' کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرتا ہے' مظلوموں کو ظالموں کے پنجوں سے رہائی دلاتا ہے اور یہ بات ہزاروں خلوتوں اور چلہ کشیوں سے بہتر ہے۔ جب اس شخص نے حضرت مولانا رومیؒ کی یہ بات سنی' اپنا عہدہ دوبارہ قبول کر لیا اور ملازمت کے کاموں میں مصروف ہو گیا ____ امام غزالی اپنے مکتوبات

Marfat.com

میں فرماتے ہیں: عدل یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ اس طرح سلوک کرے کہ اگر وہ خود رعایا ہو اور کوئی اور حاکم' تو وہ چاہے کہ اس کے ساتھ وہ ایسا سلوک کرے (مکاتیب غزالی) ــــــ حکیم سنائی کہتے ہیں کہ دو چیزیں عمر میں اضافہ کرتی ہیں' سرسبزی اور بارش کے برسنے کا سبب بنتی ہیں: ایک مظلوموں کی مدد اور دوسری ظالموں کی سرکوبی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں (مکاتیب سنائی) ــــــ رشید الدین فضل اللہؒ مکاتیب رشیدی میں فرماتے ہیں کہ عدل تین چیزوں میں واجب ہے' مال میں' قول میں اور عمل میں۔ پہلا عدل مال میں ہے جو کچھ حلال طریقے سے کماؤ اس میں سے فقراء اور مساکین کو بطور مدد دو' عدل کی دوسری قسم قول میں ہے' وہ یہ ہے کہ زبان کو سچائی کا معیار اور میزان صدق بناؤ' جو نہیں کہنا چاہیے وہ نہ کہو' جو کہنا چاہیے اس پر خاموش نہ رہو۔ تیسرا عدل عمل میں ہے وہ یہ ہے کہ بے گناہوں کو عقوبت میں مبتلا نہ کرو' اچھی باتوں کا حکم دو' لوگوں کو برائی سے روکو' لوگوں کے مال و جاہ پر حسد نہ کرو۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے پوری کوشش کرو اور خدا کی اطاعت میں کمی نہ کرو (مکاتیب رشیدی، مرتبہ محمد ابرکوہی) ــــــ اسرار التوحید میں ہے کہ ایک روز خواجہ بومنصور ورقانی جو سلطان طغرل کا وزیر تھا' شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے شیخ مجھے نصیحت فرمائیے۔ شیخ نے کہا' بندے کا پہلا مقام یہ ہے کہ حقوق اللہ ادا کرے اور نبوت کا آخری مقام یہ ہے کہ مومنین کا حق ادا کرے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ خلق اللہ

Marfat.com

کے حقوق ادا کرو۔ ہمیشہ اس فرض کے ادا کرنے پر نظر رکھو کہ کل کو قیامت کے روز اسی بات پر پکڑ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

لایدخل الجنه احدکم حتی یرحم العامه کمایرحم احدکم الخاصه

(یعنی تم میں سے کوئی جنت میں نہیں داخل ہوگا جب تک وہ تمام لوگوں سے ایسا رحمت بھرا سلوک نہ کرے جیسا وہ خواص کے ساتھ کرتا ہے) ساری خلق خدا تیری اولاد کی طرح ہے' سب کو اپنی اولاد سمجھ۔ اگر ان کی حاجات پوری کرو گے تو بارگاہ حق میں تم مقبول ہو گے خواہ تم میں کتنے ہی عیوب کیوں نہ ہوں' اگر ان کی حاجت برآری نہیں کرو گے تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی مقام نہیں خواہ تم کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ رکھتے ہو اور کتنے ہی پرہیز گار کیوں نہ ہو۔ (اسرارالتوحید)

مختصر یوں کہ کسی کے پاس دولت یا حکومت کا ہونا تصوف اسلامی کی روایات کے منافی نہیں البتہ صاحب دولت وحکومت کے لیے لازم ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی بھلائی کو نظر میں رکھتے ہوئے شریعت کی پابندی کے ساتھ دولت کمائے اور عدل وانصاف کے ساتھ حکومت چلائے۔

حق سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِن اللہ یامر بالعدل و الاحسان یعنی اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے ____ عدل یہ ہے کہ مظلوموں کے ساتھ انصاف کیا جائے اور احسان یہ ہے کہ زخمی دلوں پر مرہم راحت رکھا جائے۔ حدیث میں ہے کہ بادشاہ کا

ایک گھنٹے کا انصاف اس کی ستر سالہ عبادت سے برتر ہے۔(عدل ساعتہ خیر من عبادۃ سبعین سنہ)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدالت کی تعریف میں جو فرمایا ہے:
"التعظیم لامر اللہ و الشفقت علیٰ خلق اللہ "۔(یعنی حکم خداوندی کی تعظیم کرنا اور خلقِ خدا پر شفقت کرنا) عدالت کی تمام اقسام پر مشتمل ہے۔۔۔۔ آپؐ ہی کا فرمان ہے کہ حاکم انصاف کرتا ہو تو عوام کی تمام نیکیوں کا اسکو بھی ثواب ملتا ہے اور اگر وہ ظالم ہو تو عوام کے تمام گناہوں اور جرائم میں وہ بھی شریک ہوتا ہے۔۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میری ایک دعا قبول ہو گی تو وہ دعا بادشاہ (حاکم) کی اصلاح حال کے لیے کرونگا تا کہ اس کا نفع تمام عوام الناس کو پہنچے۔

اخلاقِ محسنی میں ہے کہ ایک بادشاہ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ حج ادا کرے' اس نے وزیروں سے اس بات کا ذکر کیا' وزیروں نے بادشاہ سے کہا آپ کی مملکت میں ایک ایسا درویش ہے جس نے ساٹھ حج ادا کئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ بادشاہ سلامت حج کے لیے خود خانہ کعبہ جائیں اس درویش سے ایک حج کا ثواب خرید لیا جائے۔ بادشاہ وزیروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے درویش کی خدمت میں گیا اور اس سے کہا مجھے حج ادا کرنے کی تمنا ہے' سلطنت کے ارا کین کا مشورہ یہ ہے کہ میں سفر پر نہ جاؤں میں نے سنا ہے کہ تم نے بہت حج ادا

Marfat.com

کیے ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے ایک حج کا ثواب مجھے بیچ دو تا کہ تمہیں خوشحالی مل جائے اور مجھے ثواب مل جائے؟ درویش نے کہا میں نے جتنے حج کیے ہیں ان سب کا ثواب میں تمہیں بیچنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا ہر حج کی کیا قیمت ہوگی؟ درویش نے کہا کہ ہر حج میں میرے ایک قدم کی قیمت تمام دنیا کی دولت ہے۔ بادشاہ نے کہا تمام دنیا کی دولت میں سے میرے پاس تو بہت تھوڑی سی ہے وہ تو تمہارے ایک قدم کی قیمت بھی نہیں بنتی پھر میں تو ایک حج بھی نہیں خرید سکتا۔ درویش نے کہا اے بادشاہ سلامت ترے لیے میرے تمام حج خریدنا بہت آسان ہے۔ بادشاہ نے کہا کیسے؟ درویش نے کہا جب تم کسی مقدمے میں کسی مظلوم کیساتھ انصاف کرتے ہو اور ایک گھنٹہ دادرسی میں صرف کرتے ہو اس گھنٹے کا ثواب مجھے بخش دو تا کہ میں نے جو ساٹھ حج کیے میں ان سب کی قیمت تمہیں بخش دوں، میں پھر بھی فائدے میں رہوں گا اور اس سودے میں بہت سا نفع حاصل کرونگا۔

عدل کی فضیلت کے بارے میں یہ نکتہ ہی کافی ہے کہ عادل انسان تمام لوگوں کا محبوب ہوتا ہے اگرچہ ان کو اس کے عدل سے کوئی فائدہ نہ پہنچا ہو اور ظالم تمام اہل جہان کا مبغوض ہوتا ہے اگرچہ اس کے ظلم سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔

اخلاق محسنی میں عدل کے باب میں ایک اور حکایت بھی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

Marfat.com

بہرام گور ایک باغ میں گیا موسم بہت گرم تھا اس نے باغبان سے کہا انار کے رس کا ایک پیالہ لاؤ' باغبان نے فوراً ہی تعمیلِ حکم کی اور انار کے رس کا ایک گلاس لے کر آ گیا۔ بہرام نے پوچھا اے باغبان اس باغ سے کتنی آمدنی ہوتی ہے؟ اس نے کہا تین سو دینار۔ بہرام نے پوچھا کہ بادشاہ کو کتنا ٹیکس دیتے ہو؟ باغبان نے کہا ہمارا بادشاہ باغ پر ٹیکس نہیں لگاتا' زراعت سے ٹیکس لیتا ہے۔ بہرام نے دل میں سوچا میری مملکت میں باغ بہت ہیں اور ہر باغ میں بے شمار درخت ہیں' اگر باغات کی آمدنی سے بھی ٹیکس لیا جائے تو ایک بہت بڑی رقم حاصل ہوسکتی ہے اور رعایا کو اس سے کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا' یہاں سے جا کر میں یہ حکم دوں گا کہ باغوں کی آمدنی سے بھی خراج وصول کیا جائے' اس نے باغبان سے کہا انار کے رس کا ایک گلاس اور لاؤ۔ باغبان چلا گیا اور کافی دیر کے بعد انار کے رس کا گلاس لے کر آیا۔ بہرام نے کہا اے باغبان پہلی بار تو تم جلد ہی رس کا گلاس لے آئے تھے' اس دفعہ دیر کی اور پھر بھی انار کا رس اس کے برابر نہیں لائے؟ باغبان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ نوجوان بہرام بادشاہ ہے' باغبان نے کہا اے نوجوان اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا یہ قصور بادشاہ کا تھا جس کی نیت میں فتور آ گیا اور اس نے ظلم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے' اس لیے میوے سے برکت ختم ہوگئی ہے' پہلی بار ایک انار سے پورا گلاس نکلا اور اس بار دس اناروں میں سے اتنا رس بھی حاصل نہیں ہوا۔ بہرام یہ سن کر بہت متاثر ہوا اور اس نے باغوں پر ٹیکس لگانے کا خیال دل سے

Marfat.com

نکال دیا اور کہا اے باغبان ایک بار اور جا اور انار کے رس کا ایک گلاس لا۔ باغبان گیا اور جلدی واپس آ گیا ہنستا ہوا اور انار کے رس سے بھرا ہوا پیالہ لا کر بہرام کو دے دیا اور کہنے لگا اے نوجوان عجیب بات ہے ہمارے بادشاہ نے ظلم کی نیت بدل دی ہے اور فوراً ہی اس کی برکت کا اثر ظاہر ہو گیا ہے اور ایک انار کے رس ہی سے پورا گلاس بھر گیا ہے۔

هرات کے ایک بادشاہ نے ایک بزرگ صوفی (شاہ سنجانؒ) سے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے:

شاہ سنجانؒ نے کہا اگر نجات دنیا اور درجات آخرت چاہتے ہو تو رات کو بارگاہِ الٰہی میں داد گدائی دو اور دن کو اپنی بارگاہ میں گدایانِ دھر کی دادرسی کرو۔

حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں ایک دیوار کی لپائی کر رہے تھے کہ ایک یہودی آپ کے پاس فریاد لے کر آیا کہ بصرہ کے حاکم نے مجھ سے ایک لاکھ درہم کا سامان خریدا تھا جس کی قیمت ادا کرنے میں وہ لیت و لعل سے کام لے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کاغذ لاؤ اس نے کہا کہ کاغذ تو میرے پاس نہیں، آپ نے خود مٹی کے ڈھیلے پر لکھا کہ تیرے شکایت کرنے والے بہت ہیں اور تیرا شکریہ ادا کرنے والے نایاب ہیں۔ شکایت کے اسباب سے دور رہ یا مسند حکومت چھوڑ دے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نوشتہ جس پر کوئی مہر نہیں تھی، وہ یہودی لے کر پہنچا، آپ کا دبدبہ

Marfat.com

اتنا زیادہ تھا کہ حاکم بصرہ نے فوراً یہودی کی تمام رقم ادا کر دی۔

کہتے ہیں حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں دن کو مہمات خلائق یعنی عوام کے مسائل سلجھانے میں مصروف اور رات کو عبادت اور طاعت خالق میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں نے کہا یا امیرؓ یہ تمام رنج و محنت آپ کیوں برداشت کرتے ہیں' نہ دن کو آسائش ہے نہ رات کو آرام؟ آپ نے فرمایا اگر دن کو آرام کروں تو دنیا میں خُلق خدا کا نقصان ہوگا اور اگر رات کو آرام کروں تو قیامت میں خود میرا نقصان ہوگا۔ اس لیے دن میں لوگوں کے مسائل حل کرتا ہوں اور رات کو معاملات حق میں مصروف رہتا ہوں۔

حدیث میں آیا ہے کہ حکمران اگر عادل و منصف ہو تو اُس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

☆ دورِ حاضر کی ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اس دور میں بالخصوص ہمارے معاشرے میں جھوٹ بولنا عام ہے اس لیے ہمارے معاشرے کے بیشتر لوگ امن و سکون سے محروم ہیں۔ جس معاشرے میں صدق و اخلاص کی روایات قائم اور مستحکم ہوں گی وہ معاشرہ امن و سکون اور استحکام سے بہرہ ور ہوگا ____ عنصر المعالی کیکاؤس ''قابوس نامہ'' میں فرماتے ہیں کہ سچی بات کہو' جھوٹ ہرگز مت بولو' تاکہ سچ بولنے والے کی حیثیت سے لوگوں میں پہچانے جاؤ اور یہ بھی یاد رکھو کہ بات کی چار قسمیں ہیں: ایک وہ جو نہ جاننی چاہیے نہ کہنی چاہیے' دوم جو

Marfat.com

جاننی بھی چاہیے اور کہنی بھی چاہیے' سوم کہنی تو چاہیے لیکن جاننی نہیں چاہیے' چہارم وہ بات جو جاننی چاہیے لیکن کہنی نہیں چاہیے۔ اب وہ بات جو نہ کہنی چاہیے اور نہ جاننی چاہیے وہ ہے جو دین کے لیے نقصان دہ ہے اور جو بات کہنی تو چاہیے لیکن جاننی نہیں چاہیے وہ ہے جو خداوند تعالیٰ کی کتاب میں' احادیثِ رسولؐ میں اور علما کی کتابوں میں ہو' اس کی تقلید کرنا لازم ہو اور اس کی تاویل و تفسیر میں اختلاف و تعصب کا پہلو نکلتا ہو اور جو بات جاننے والی اور کہنے والی بھی ہے وہ ہے جس سے دین اور دنیا کی بھلائی وابستہ ہو اور جو دونوں جہانوں میں کارآمد ہو کہنے والے کے لیے بھی اور سننے والے کے لیے بھی اور جو بات جاننے کے لائق تو ہے لیکن کہنے کے لائق نہیں وہ بات وہ ہے جس میں کسی صاحب عزت کی یا دوست کی عیب جوئی کا پہلو نکلتا ہو۔

اردشیر العبادیؒ "صوفی نامہ" میں فرماتے ہیں کہ سچائی ہر حال میں نجات کا سبب ہے اور جھوٹ ہر حال میں ہلاکت کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو صداقت و راستی کا حکم دیا ہے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدق کے بارے میں یوں فرمایا! تمہارے لیے لازم ہے کہ ہر حال میں سچائی کو اختیار کرو چونکہ سچائی تمہیں نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی تمہیں جنت میں پہنچائے گی' پس ایمان کی حقیقت تصدیق ہے اور ایمان کی دلیل صدق ہے ___ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ جو تمام صحابہ میں افضل تھے انہوں نے یہ

مرتبہ اسی سبب حاصل کیا کہ وہ ہر حال میں صدق و راستی پر قائم رہے اسی وجہ سے انھیں صدیق کہا جاتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کا فرمان ہے کہ تین چیزیں مسلمان کے دل کو خیانت سے پاک کر دیتی ہیں۔ خدا کے لیے اپنے عمل میں اخلاص رکھنا، بادشاہ کو نصیحت کرنا، مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دینا ـــــ ایک بزرگ کا قول ہے کہ صدق تمام اعمال (حسنہ) کی بنیاد ہے اور اخلاق نبوت کے دوسرے درجہ پر ہے جیسا کہ فرمان حق ہے:

"ومن یطع اللہ و رسولہ فاولک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و صدیقین"۔ (سورہ۴، آیت۶۹)

(خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرنے والے وہ لوگ ہیں جن پر خداوند تعالیٰ نے لطفِ کامل فرمایا یعنی پیغمبران و صدیقان وغیرہ)

صادق وہ ہے جو سچ بولے اور صدیق وہ ہے جو اپنے تمام اقوال و افعال و احوال میں صادق ہو۔ حضرت ابونجیب سہروردیؒ "آداب المریدین" میں فرماتے ہیں کہ صدق سے مراد یہ ہے کہ سچائی زبان پر بھی ہو اور دل میں بھی یعنی ظاہر و باطن سچے ہوں اور اخلاص یہ ہے کہ انسان حق کے معاملے میں مخلوق کو شامل نہ کرے۔

قطب الدین اردشیر العبادی مناقب الصوفیہ میں فرماتے ہیں:

"سچائی کا ہر چیز میں خیال رکھنا چاہیے خواہ وہ قول وفعل ہو یا دل یا نیت ہو" ___ فتح موصلی سے کسی نے پوچھا کہ صدق کیا ہے؟ انہوں نے ایک لوہار کی بھٹی میں ہاتھ ڈالا اور سرخ لوہے کا ایک ٹکڑا باہر نکالا اور ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا کہ صدق یہ ہے۔

حضرت جنیدؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ صدق کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا صدق یہ ہے کہ اس جگہ پر تم صادق رہو جہاں تمہاری نجات جھوٹ بولنے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

صوفیہ کا قول ہے کہ صدق یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایسا ہی ظاہر کرو جیسا کہ تم ہو ___ اخلاص کی تین نشانیاں ہیں' اول یہ کہ لوگوں کی تعریف یا مذمت تمہارے لیے برابر ہو' دوم اپنی عبادت اور اچھے کاموں کو بھلا دینا یعنی اپنی نیکوکاری کی قدر نہ کرنا اور انہیں اہمیت نہ دینا تا کہ اس سے نفس میں غرور نہ پیدا ہو۔ سوم اپنے نیک اعمال کے ثواب کو بھلا دینا یعنی اپنی نیکوکاری کا عوض نہ مانگنا اور خود کو مستحق ثواب نہ جاننا۔

اہل تصوف یہ بھی کہتے ہیں کہ اخلاص کامل نہیں ہوتا جب تک مصائب پر صبر نہ کیا جائے اور صدق کامل نہیں ہوتا جب تک اخلاص میں کمال نہ ہو۔ پس صدق کے معنی ہیں سیدھی راہ پر چلنا اور اخلاص کے معنی ہیں خداتعالیٰ کے لیے زندگی گزارنا اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لیے زندگی گزارتا ہے وہی سچی راہ پر چل

Marfat.com

سکتا ہے اور وہی سچائی پر صبر کر سکتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کے لیے سچائی پر صبر کرتا ہے وہ جو چاہتا ہے خدا سے پا لیتا ہے۔

☆ دورِ حاضر کی ایک خامی یہ بھی ہے کہ ہم اپنے کام نکالنے کے لیے دوسروں کی خوشامد کرنے میں کمالِ فن کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن جابر کے سامنے کلمۂ حق کہتے وقت ہمیں سانپ سونگھ جاتا ہے جس کی وجہ سے بالخصوص ہمارے معاشرے میں ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز نہیں اُٹھتی سو معاشرتی عدل تقریباً ناپید ہے۔ تصوف انسان کو حق گوئی اور بیباکی کے اوصاف سے مزین کرتا ہے ــــــ شیخ سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں، مرد، نیم مرد اور نامرد۔ مرد وہ ہیں جو حق بات کہتے ہیں اور ڈرتے نہیں اور سچ بات سن کر ناراض نہیں ہوتے۔ نیم مرد وہ ہیں جو حق بات تو کہہ دیتے ہیں لیکن حق بات سن کر سیخ پا ہو جاتے ہیں، نامرد وہ ہیں جو حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں اور حق بات سن کر غصے میں آجاتے ہیں۔ (چہل مجلس یا رسالۂ اقبالیہ، مرتبہ اقبال بجستانی)

صوفیہ نے بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہہ کر عوام کے حقوق کی ترجمانی کی ہے۔ ان کے حقوق کے لیے آواز بلند کی ہے۔ یوں انہوں نے آمرانہ دور میں ایک طور سے حزب اختلاف کا کردار ادا کیا ہے۔ جابر حکمرانوں کے سامنے اہل حق کی حق گوئی و بے باکی کی روایت تصوف کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے ــــــ وقت کے مشہور زاہد و صوفی حضرت طاؤس یمانیؒ کو

خلیفہ ھشام نے بلایا' جب وہ دربار میں آئے تو شاہی مسند کے پاس ہی جوتے اتارے اور کہا ھشام السلام علیکم' کیا حال ہے؟ ہشام کو سخت غصہ آیا' اس نے کہا کہ تم نے چار بدتمیزیاں کیں' ایک یہ کہ میری مسند کے پاس جوتے اتارے' دوسرے یہ کہ مجھے میرے نام سے پکارا' تیسرے یہ کہ مجھے امیر المومنین نہیں کہا' چوتھے یہ کہ میرے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا۔ حضرت طاؤسؒ نے جواب میں فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارے سامنے جوتے اتارے تو میں تو پانچ بار خدائے رب العزت کے گھر (مسجد) میں اس کے سامنے جوتے اتارتا ہوں' وہ جو سب کا بادشاہ ہے اور احکم الحاکمین ہے وہ تو اس بات پر کبھی غصے نہیں ہوتا اور یہ کہ میں نے تمہیں امیر المومنین نہیں کہا' تو میں نے اس لیے تمہیں امیر المومنین نہیں کہا کہ سب لوگ تمہیں امیر المومنین نہیں مانتے' میں نے سوچا کہ میں جھوٹ بولونگا اگر میں تمہیں امیر المومنین کہوں اور یہ بات کہ میں نے تمہیں نام سے پکارا کنیت سے نہیں' تو خداوند تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو نام سے یاد کیا ہے اور کہا ہے یا داوٗدؑ یا یحییٰؑ' یا عیسیٰؑ اور اپنے دشمن کو کنیت سے پکارا ہے اور کہا ہے تبت یدا ابی لھب (سورہ ۱۱۱ آیت ۱) اور یہ بات کہ میں نے تمہارے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا تو میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہے کہ کسی کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز نہیں' البتہ بیوی کے ہاتھ کو محبت سے اور اور اپنے بچوں کے ہاتھ کو شفقت سے بوسہ دینا جائز ہے۔ ہشام کو حضرت طاؤسؒ کی باتیں اچھی لگیں' بولا کہ کوئی نصیحت کیجئے' فرمایا کہ میں نے حضرت علیؓ ہی سے سنا

ہے کہ دوزخ میں بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہیں جو اس امیر کے منتظر ہیں جو اپنی رعایا سے عدل نہیں کرتا' یہ کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے ____ مروج الذہب میں ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ ایک بار مہدی کے دربار میں گئے اور عام معمول کے مطابق سلام کیا۔ دربار کے آداب کے مطابق سلام نہیں کیا۔ خلیفہ مہدی نے حضرت سفیانؒ سے کہا کہ تم ہماری پکڑ سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ تم ہماری پکڑ سے بچ جاؤ گے۔ اب تم ہماری دسترس میں ہو' کیا اب تمہارے بارے میں ہم جو چاہیں حکم نہیں دے سکتے؟ حضرت سفیانؒ نے فرمایا "ہاں! میں تمہاری دسترس میں ہوں۔ تم جو چاہو میرے بارے میں حکم دے سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ جو تم پر دسترس رکھتا ہے وہ بھی تمہارے بارے میں جو حکم چاہے دے سکتا ہے"۔ مہدی یہ سن کر لاجواب ہو گیا ____ ایک دفعہ ایک مکھی بار بار خلیفہ منصور عباسی کے منہ پر آ بیٹھتی تھی' خلیفہ نے جھنجھلا کر کہا' نہ جانے اللہ نے اس ذلیل مکھی کو کیوں پیدا کیا؟ ایک عالم اور صوفی شیخ ابن سلیمانؒ وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا "متکبر کا غرور توڑنے کے لیے" ____ خلاصۃ العارفین میں ہے کہ ایک بار سلطان قباچہ نے حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے بطور امتحان پوچھا کہ ولی کی نشانی کیا ہے؟ اسی اثنا میں ایک مکھی قباچہ کی ناک پر آ کر بیٹھ گئی۔ قباچہ نے مکھی کو اڑایا لیکن وہ نہ اڑی۔ قباچہ نے پھر پوچھا کہ ولی کی نشانی کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ اولیا کی ناک پر مکھی نہیں بیٹھتی (خلاصۃ العارفین) ____ امام محمد غزالیؒ کو

Marfat.com

مشہور بادشاہ ایران سنجر نے دربار میں بلایا۔ دربار کی شان دیکھ کر آپ کے جسم پر رعشہ طاری ہو گیا۔ آپ کے ساتھ ایک حافظ قرآن تھا۔ آپ نے اس کو کہا کہ کوئی آیت پڑھو۔ اس نے یہ آیت پڑھی **الیس اللہ بکافٍ عبدہ**۔ (سورہ ۳۹ آیت ۳۶) (کیا اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے کافی نہیں ہے) یہ آیت سن کر امام غزالیؒ سنبھل گئے اور دربار میں بڑی بے باکی سے تقریر کی اور سنجر کو خطاب کر کے کہا کہ طوس کے لوگ ظلم اور بدانتظامی سے تباہ حال تھے' اس سردی اور قحط سے اور بھی برباد ہو گئے' ان پر رحم کر' خدا تجھ پر رحم کرے گا' افسوس مسلمانوں کی گردنیں مصیبت اور تکلیف سے ٹوٹی جاتی ہیں اور تیرے گھوڑوں کی گردنیں طوقہائے زریں کے زور سے جھکی جاتی ہیں (جلال ہمائی، غزالی نامہ) ___ سلطان ملک شاہ سلجوقی کا عہد تھا' رمضان کی ۲۹ تاریخ تھی' شہر نیشاپور میں بادشاہ کے مقربین نے عید کی خواہش میں دینی شرائط اور شریعت کے اصولوں کا لحاظ کیے بغیر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حکومت کی جانب سے اگلے روز کی عید کا باقاعدہ اعلان کرا دیا جائے اور اعلان ہو بھی گیا، امام الحرمین ابوالمعالی عبدالمالک جوینی نے اپنے عہد کے ایک بہت بڑے عالم اور مجتہد تھے حکم دیا کہ شہر میں منادی کر دی جائے کہ ابوالمعالی کہتے ہیں کہ کل کو عید نہیں روزہ ہے اور ہر شخص کو چاہیے کہ میرے فتوے کے مطابق عمل کرے۔ خدّام نے ملک شاہ سلطان کی خدمت میں عرض کی کہ ابوالمعالی سلطان کا مخالف ہو گیا ہے۔ سلطان نے جب یہ سنا اس کو سخت غصہ آیا' اس نے فوراً حکم

Marfat.com

دیا کہ امام کو دربار میں پیش کیا جائے۔امام الحرمین کے پاس جب پیادہ پہنچا تو وہ فوراً اٹھے اور شب خوابی کے لباس ہی میں سلطان کی بارگاہ میں تشریف لے آئے۔سلطان ملک شاہ کے دربانوں نے جب یہ صورتحال مشاہدہ کی تو سلطان کی خدمت میں عرض کی کہ امام نے نہ صرف بادشاہ کے حکم کی مخالفت کی ہے بلکہ شب خوابی کے لباس میں آ کر بادشاہ کے دربار کی بےحرمتی بھی کی ہے۔سلطان یہ بات سن کر سخت برافروختہ ہوا' اس کے باوجود سلطان نے حضرت ابوالمعالی کی عزت کی اور امیر الحجاب کو حکم دیا کہ حضرت امام الحرمین سے پوچھے کہ آپ اس طور سے کیوں آئے ہیں؟ جب کہ یہ بات سب کو معلوم ہے اس طور سے سلاطین کے سامنے جانا ترک ادب ہے۔امام نے کہا میں انہی کپڑوں میں نماز ادا کرتا ہوں اور وہ جائز ہوتی ہے اور وہ لباس جو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنا جا سکتا ہے سلطان کی خدمت میں بھی پہننے کے لائق ہے لیکن چونکہ زمانے کی رسم یہ ہے کہ اس جیسے لباس میں بادشاہ کے حضور نہیں جاتے اور میں بھی یہی چاہتا تھا کہ میں دربار کے ادب کو ملحوظ رکھوں اور مناسب لباس اور جوتے پہنوں لیکن جس وقت مجھے بادشاہ کا حکم ملا میں یہی کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا' مجھے ڈر تھا کہ اگر میں اپنا لباس بدلوں گا تو تاخیر ہو جائے گی اور اس تاخیر کی وجہ سے فرشتے یعنی کراماً کاتبین میرے نام کو بادشاہ اسلام کے مخالفوں اور باغیوں کی فہرست میں درج کر دیں گے۔اگر میں اس سے بھی کمتر درجے کے لباس میں ہوتا تب بھی اسی لباس میں

Marfat.com

آتا تاکہ سلطان کے حکم کی فرمانبرداری میں پیش قدمی کی فضیلت سے محروم نہ رہوں۔ سلطان نے پوچھا کہ جب بادشاہ کی اطاعت اس حد تک واجب جانتے ہوتو ہمارے حکم کے خلاف منادی کیوں کرتے ہو؟ امام نے کہا جس بات کا تعلق بادشاہ کے فرمان سے ہے ہم پر واجب ہے کہ سلطان کی اطاعت کریں لیکن جس بات کا تعلق فتوے سے ہے وہ سلطان پر واجب ہے کہ ہم سے یعنی علما سے پوچھے کیونکہ شریعت کے حکم کے مطابق حکم بادشاہ کا چلتا ہے اور فتویٰ علما کا۔ روزہ رکھنے اور عید منانے کا تعلق فتوے سے ہے فرمان سلطان سے نہیں۔ سلطان نے امام الحرمین کی حق بات کو تسلیم کیا (اخلاقِ محسنی) ____ ضیاء الدین نخشبیؒ "سلک السلوک" میں فرماتے ہیں کہ ایک درویش وقت پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے اور پاؤں پر اپنی گدڑی ڈالے اس میں پیوند لگا رہے تھے' اسی اثنا میں وہاں کا بادشاہ ان سے ملنے آ گیا' درویش اسی طرح پاؤں پھیلائے' اپنے کام میں لگے رہے' بادشاہ کو دیکھ کر پاؤں نہ سکیڑے۔ بادشاہ کے محافظ نے کہا! شیخ اپنے پاؤں سکیڑ و' درویش خاموش رہے اور اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی' دوبارہ اس نے کہا کہ شیخ اپنے پاؤں سکیڑو' درویش نے نہایت تحمل سے جواب دیا کہ مدت ہوئی ہم نے اپنے ہاتھ سکیڑ لیے ہیں' اگر ہم پاؤں نہ سکیڑیں تو ہمارے لیے مناسب ہے ____ ایک مشہور صوفی شیخ عبداللہ نیازیؒ سلیم شاہ سوری کے طلب کرنے پر جب لشکر شاہی میں پہنچے تو بے باکانہ گردن اٹھائے سلیم شاہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور السلام علیکم

Marfat.com

کہا۔ ایک مرید نے جو انہیں شاہی غضب سے بچانا چاہتا تھا ان کی گردن جھکا دی اور کہا بادشاہوں کو یوں سلام نہیں کرتے بلکہ گردن جھکا کر کرتے ہیں۔ اس پر شیخ نے گرج کر کہا سلام کا وہ طریقہ جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور صحابہؓ کرام حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا کرتے تھے، وہ یہی ہے، میں اس کے سوا کوئی اور سلام نہیں جانتا، سلیم شاہ نے غضبناک ہو کر اشارہ کیا اور شیخ عبداللہ نیازیؒ کے جسم کے ٹکڑے کر دئے گئے (ابوالکلام آزاد، تذکرہ) ___ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کو عالمگیر نے کچھ زمین دینا چاہی لیکن انہوں نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا' ایک روز عالمگیر نے شوق ملاقات کا پیغام بھیجا' انہوں نے اس کاغذ پر جس میں ان کا جوتا لپٹا ہوا تھا' یوں انکار لکھا کہ "اہل اللہ کا اس پر اجماع ہے کہ وہ فقیر بہت برا ہے جو امیر کے آستانے پر جائے۔ چشت کے بعض ملفوظات میں درج ہے کہ جس کا نام بادشاہ کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے' حق تعالیٰ کے دفتر سے اس کا نام خارج کر دیا جاتا ہے"۔ عالمگیر کو یہ رقعہ ملا تو اس نے اپنی جیب میں رکھ لیا' فرصت کے وقت اس کو پڑھ کر روتا تھا۔ (شاہ ولی اللہ، انفاس العارفین)

ایک دن شہر کا حاکم جس کا نام امیر معین الدین پروانہ تھا' حضرت مولانا رومؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ مولانا رومؒ نے کچھ دیر سوچا پھر فرمایا کہ امیر معین الدین میں نے سنا ہے کہ تم نے قرآن پاک بھی حفظ کیا ہے۔ امیر معین الدین نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے

Marfat.com

سنا ہے کہ تم نے حضرت صدرالدین سے احادیث کا درس بھی لیا ہے۔ معین الدین نے کہا جی ہاں' حضرت مولانا رومؒ نے کہا جب تم نے خدا اور رسول کے کلام کو پڑھ لیا اور پوری طرح سمجھ بھی لیا اور ان کلمات سے تم نے کوئی نصیحت قبول نہیں کی اور کسی آیت اور حدیث کے مطابق تم عمل نہیں کرتے تو مجھ سے کوئی نصیحت سن کر کیسے عمل کرو گے۔ معین الدین پروانہ یہ سن کر روتا ہوا چلا گیا اور اس کے بعد اس نے عدل و انصاف کی اعلیٰ روایات قائم کیں اور یگانۂ روزگار بن گیا ____ ایک دن سلطان عزالدین کیکاؤس حضرت مولانا کی زیارت کو آیا' آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس نے نہایت عاجزی سے کہا کہ حضرت مولانا مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں کیا نصیحت کروں' تمہیں تو اللہ نے گڈریا بنایا ہے اور تم بھیڑیے بنے ہوئے ہو۔ تمہیں اللہ نے پاسبان بنایا ہے اور تم ڈاکو بنے ہوئے ہو۔ (مناقب العارفین)

نجم الدین محمودؒ مناہج الطالبین میں فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ مملکت کفر کے ساتھ باقی رہ سکتی لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی ____ طریقت کی شرط یہ ہے کہ درویش جہاں تک ممکن ہو کوشش کرے کہ وہ حکام اور دنیاداروں کی صحبت سے بچے۔ اگر امرا اور دولت مند درویش کی زیارت کے لیے آئیں تو ان سے نہ کوئی چیز مانگے اور نہ ان سے کوئی چیز قبول کرے خواہ وہ جانتا ہو کہ ان کی کمائی حلال کی ہے ____ مشائخ کا قول

ہے کہ فتوت سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے لیکن ان سے اپنے ساتھ انصاف کرنے کی توقع نہ رکھے یعنی خود تو انصاف کرے لیکن دوسروں سے انصاف طلب نہ کرے۔ (مناہج الطالبین ومسالک الصادقین)

☆ دورِ حاضر کی ایک بُرائی یہ بھی ہے کہ اس دور کے انسان میں تحمل و برداشت نہیں، ہم دوسروں کی کوتاہی پر گرفت کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں لیکن اپنی بڑی سے بڑی کوتاہی کو بھی نظر میں نہیں لاتے۔ دوسروں کو بُرا بھلا کہنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن اگر کوئی دوسرا شخص ہمیں ایسی بات کہہ دے جو ہمیں ناپسند ہو خواہ وہ کتنی ہی سچی اور حقیقت پر مبنی کیوں نہ ہو ہم سیخ پا ہو جاتے ہیں اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ تصوف ہمیں تحمل و برداشت کی تعلیم دیتا ہے جس کی بدولت ہم دوسروں کی دی ہوئی اذیت کو برداشت کر سکتے ہیں اور یوں ایک اچھی اور مضبوط شخصیت کے مالک بن سکتے ہیں۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ رسولِ پاک ؐ کے تحمل کا یہ عالم تھا کہ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی خادم کو برا کہا اور نہ کبھی کسی خادم کو جھڑکا۔ حضرت انس ؓ سے یہ روایت ہے کہ میں نے ایک طویل مدت تک رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی' اس عرصے میں آپ ؐ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا، تحمل سے یعنی دوسروں کی اذیت برداشت کرنے سے نفس کا جوہر کھلتا ہے' کہتے ہیں کہ ہر شے کا ایک جوہر ہے اور انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر بھی ہے اور تحمل بھی۔ ایک حدیث میں

Marfat.com

ہے کہ مومن وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ رہن سہن رکھتا ہو اور ان کی اذیت پر صبر کرتا ہو۔

حضرت نظام الدین اولیا” فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے بڑا انعام اس کو ملے گا جس نے مسلمانوں اور عام انسانوں کی خوشی کے لیے کام کیا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی” کا قول ہے کہ جب سے میں نے مخلوقِ خدا کے ساتھ صلح کی ہے پھر کبھی مخلوق خدا سے جنگ نہیں کی اور جب سے نفس کے ساتھ جنگ کی ہے پھر اس سے کبھی صلح نہیں کی ___ حضرت ابوسعید ابوالخیر” ایک روز نیشاپور کے قبرستان میں بزرگوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے گئے' دیکھا کہ وہاں اوباشوں کی ایک جماعت شراب پی رہی ہے اور گانے بجانے میں مصروف ہے۔ آپ کے ساتھی سخت برہم ہوئے اور انہیں مارنے پیٹنے کا ارادہ کیا' شیخ نے انہیں روک دیا اور ان اوباشوں کے پاس جا کر فرمایا ''اے خدا جس طرح اس جہان میں انہیں شادمانی دی ہے اسی طرح آخرت میں بھی انہیں شادمانی عطا فرما'' سب اوباش شیخ کا یہ سلوک دیکھ کر تائب ہو گئے ___ حضرت بایزید بسطامی” کا قول ہے کہ جب میں عرش خداوندی کے نزدیک پہنچا اور دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اللہ میاں کو اہلِ زمین کے شکستہ قلوب میں تلاش کرو۔ حضرت سری سقطی” کا قول ہے کہ حسنِ خلق یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کو آزار نہ پہنچاؤ اور لوگوں کی دی ہوئی تکالیف کو برداشت کرو۔ ایک روز حضرت ابرہیم بن ادہم” نے حضرت

Marfat.com

جبرائیلؑ کو خواب میں دیکھا کہ آسمان سے زمین پر اترے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کتاب میں کیا لکھ رہے ہیں؟ فرمایا میں اللہ کے دوستوں کے نام لکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا میرا نام بھی لکھ دو۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا تم ان میں سے نہیں ہو۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کے دوستوں کا دوست ہوں۔ حضرت جبرائیلؑ نے کچھ دیر سوچا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم ادہمؒ کا نام لکھو (عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس) ____ حضرت بایزیدؒ ہمدان سے بسطام گئے۔ جب کپڑوں کی گٹھڑی کھولی تو دیکھا کہ اس میں ایک چیونٹی موجود ہے۔ اس خیال سے کہ یہ چیونٹی اپنے قبیلے سے بچھڑ گئی ہے واپس ہمدان گئے اور اسے وہاں چھوڑ کر آئے ____ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر پانی پر چلتے ہو تو تم خس (تنکا) ہو اگر ہوا میں اڑتے ہو تو تم مگس (مکھی) ہو دوسروں کی دلداری کرو تا کہ تم سب کے دلدار بنو۔ (رسائل خواجہ عبداللہ انصاری)

حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔ فرمایا کہ مکھی اور چیلیں بھی ہوا میں اڑتی ہیں، کسی نے کہا کہ فلاں شخص ایک لحہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچ جاتا ہے، شیخؒ نے کہا کہ شیطان بھی ایک لحہ میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جاتا ہے، ایسی باتوں کی کوئی قیمت نہیں، مرد وہ ہے یعنی سچا صوفی وہ ہے جو خلق خدا کے درمیان زندگی گزارے، انکے ساتھ لین دین کرے

Marfat.com

معاملات کرے، میل جول رکھے لیکن ایک لمحہ کے لیے خدا سے غافل نہ رہے (اسرارالتوحید)۔

☆ دورِ حاضر کی ایک بہت بڑی برائی لسانی، نسلی اور مذہبی تعصب ہے۔ اسی کے زیرِ اثر قتل و غارت اور دہشت گردی جیسی بُرائیاں آج کے معاشرے میں ہیں جن سے ہر اہلِ دل دکھی ہے۔

صوفیائے صادق نے ہر قسم کے تعصبات کو ختم کر کے انسان دوستی کا سبق دیا ہے۔ صوفیائے کرام عقیدے، زبان یا زمین کی بنیاد پر کسی سے تعصب نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ ایک روز مولانا رومؒ نے وعظ میں فرمایا کہ اسلام میں بہت سے فرقے ہیں اور میں سب سے متفق ہوں، کسی فرقے والے سے میں پرخاش نہیں رکھتا، سب اپنے اپنے رنگ میں خدا کو مانتے ہیں۔ سامعین میں سے ایک شخص نے یہ سن کر کہا پھر تو آپ منافق ہوئے! مولانا نے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ میں منافقت میں تم سے بھی متفق ہوں ___ ایک صوفی شیخ ابوالعباس نہاوندیؒ کے پاس ایک عیسائی مسلمان کا بھیس بدل کر بطور امتحان آیا، چار مہینے ان کی خدمت میں رہا، شیخ نے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، چار ماہ رہنے کے بعد اس عیسائی نے رخصت ہونے کے لیے شیخ سے اجازت چاہی، شیخ نے آہستہ سے اس کے کان میں کہا کہ یہ جوانمردی نہیں ہے کہ تم آؤ، درویشوں کے ساتھ نان و نمک کھاؤ، ان کی مجلسوں میں بیٹھو اور پھر آخر میں جیسے بیگانے آئے ہو ویسے ہی

بیگانے چلے جاؤ! یہ سن کر وہ عیسائی سکتے میں آ گیا۔ شیخ کی ولایت وفراست اور اسلام کی حقانیت کا سچے دل سے اعتراف کر کے مسلمان ہوگیا۔ شیخ کی صحبت میں رہ کر اس نے وہ مقام ومرتبہ پایا کہ ان کی وفات کے بعد شیخ کا خلیفہ بنا ____ شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ ایک روز اپنے مخالف ابوالحسن تونیؒ سے ملنے جارہے تھے' ساتھ کچھ مرید بھی تھے۔ راہ میں شیخ کا ایک اور مخالف ملا اور شیخ کو لعنت وملامت کرنے لگا۔ شیخ نے فرمایا کہ اے اللہ اس لعنت کے بدلے اس شخص پر رحمت فرما' مریدوں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا کہ یہ شخص خیال کرتا ہے کہ ہم باطل پر ہیں' یہ شخص اللہ کے لیے اس باطل پر لعنت بھیجتا ہے۔ اس شخص نے جب آپ کی یہ بات سنی تو فوراً ان کے پاؤں پڑ گیا اور توبہ کی' آپ نے ساتھیوں سے فرمایا تم نے دیکھا کہ جو اللہ کے لیے لعنت بھیجتا ہے اس کا کتنا جلدی اور کتنا اچھا اثر ہوتا ہے۔

صوفیہ مذہبی تعصب اور تنگ نظری کو قبول نہیں کرتے' ان کا یہ رویہ اسلام کی روح کے مطابق ہے کہ اسلام مذہبی معاملات میں رواداری' کشادہ نظری اور کشادہ دلی کا داعی ہے یہ آیات: لا اکراہ فی الدین (سورہ ۲' آیت ۲۵۶) (یعنی دین میں جبر نہیں)' لکم دینکم ولی دین (سورہ ۱۰۹' آیت ۶) (تمہارا دین تمہارے لیے ہے اور میرا دین میرے لیے ہے) اس پر شاہد ہیں۔ اسلام انسان دوستی کی دعوت دیتا ہے' اسلام کی نظر میں سارے انسان بھائی بھائی ہیں کہ سب آدم کی اولاد ہیں' سب اس خدا کے بندے ہیں جو رحمٰن ورحیم ہے ____ خدا کی

صفت رحمانیت میں مسلمان، کافر، مشرک اور ملحد سب شریک ہیں یوں خدا کی صفت رحمانیت تمام اہل ایمان کو انسان دوستی کا سبق دیتی ہے، اسلام نے قومی تفاخر، لسانی تعصب اور نسلی تفریق کو مٹا کر حق پرستوں اور باطل پرستوں یعنی اہل حق اور اہل باطل یعنی اہل خیر اور اہل ظلم کی تفریق قائم رکھی ہے اور یہی تو اصل انسانیت ہے۔ یہی اسلام کا مفہوم ہے، مقصود ہے، اس لیے اسلام ان سب انسانوں کے دلوں کو مطلوب ہے جو صاحب قلب سلیم ہیں کہ اسلام درحقیقت بنی نوع انسان کے دل کی آواز ہے، اس کے ضمیر کی پکار ہے، اسلام بظاہر تو ایک دین ہے لیکن معنوی طور پر تمام تر حکمت و صداقت اور اخلاق حسنہ ہے۔ مخلوق خدا سے شفقت سے پیش آنا، کسی اونچ نیچ کے بغیر تمام انسانوں سے برابری کا سلوک کرنا درحقیقت روح اسلام ہے، رحمت للعالمین حضرت رسول پاک ﷺ کی حیات طیبہ اسی روح اسلام کی کامل ترین مظہر اور نمونہ تھی۔ اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں آزاد و غلام اور عرب و غیر عرب کی تفریق بہت شدید تھی، رسول اکرمؐ نے حضرت بلالؓ کو جو حبشی بھی تھے اور غلام بھی اسلامی معاشرے میں وہ مقام و مرتبہ عطا کیا تھا جو بہت سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو بھی حاصل نہیں تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ غیر عرب ہونے کے باوجود حضرت رسالت مآبؐ کی بارگاہ میں بہت سے عظیم المرتبت صحابہ کرامؓ سے برتر مقام و مرتبہ کے حامل تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نماز صبح کے لیے مسجد رسولؐ میں جا رہے تھے کہ راہ میں

Marfat.com

آگے آگے ایک یہودی بوڑھا جا رہا تھا' آپ کے حسن اخلاق نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اس بوڑھے سے آگے نکل جائیں' آپ آہستہ آہستہ مسجدِ نبویؐ تک اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔

ایک یہودی کے مکان کے قریب حضرت مالک بن دینارؒ نے کرائے پر مکان لے لیا اور آپ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا چنانچہ دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعے اپنے گھر کی ساری گندگی آپ کے مکان میں ڈالتا رہتا تھا اور آپ کی نماز کی جگہ گندی ہو جایا کرتی تھی، وہ بہت عرصہ تک یہی عمل کرتا رہا لیکن آپ نے کبھی شکایت نہیں کی، ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے کہا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پرنالے سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں، اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہودی نے کہا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا؟ فرمایا خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو غصے پر قابو پا لیتے ہیں نہ صرف ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ سن کر یہودی بہت متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

صوفیہ کی نظر میں تمام مخلوقات خداوند تعالیٰ کی دامن ربوبیت میں پل رہی ہیں' خواہ سنّی ہو' شیعہ ہو' ہندو ہو' عیسائی ہو' یہودی ہو' کافر ہو' مشرک ہو' مغرب کا رہنے والا ہو یا مشرق کا' گورا ہو یا کالا' انگریزی بولتا ہو یا اردو یا عربی صوفیؒ

صاف دل سب کو اپنے سینے سے لگا لیتا ہے۔ اپنے حسنِ عمل اور حسن اخلاق سے دین مبین کی روح کی تبلیغ کرتا ہے یعنی احسان و ایثار' بھلائی اور برابری کی تلقین کرتا ہے' بدکاروں کو نیکو کاری کی دنیا میں واپس لانے' دکھی انسانوں کو سکھ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے' انسانیت کی راہ سے بھٹکے ہوؤں کو شفقت و محبت سے انسانیت کی راہ دکھاتا ہے اور اچھا اور سچا انسان بنانے کی کوشش کرتا ہے ___ گویا پتھر کو ہیرا' مٹی کو سونا' ذرّے کو سورج اور قطرے کو سمندر بنانے میں لگا رہتا ہے ___

حضرت بایزیدؒ کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہتا تھا۔ افلاس کی وجہ سے وہ ایک رات چراغ روشن نہیں کر سکا، تاریکی کی وجہ سے اس کا بچہ رو رہا تھا بایزیدؒ خود چراغ جلا کر اس کے ہاں رکھ آئے اور بچہ خاموش ہو گیا۔ بچے کے والدین نے کہا کہ جب بایزیدؒ کی روشنی آ گئی تو ہم پر افسوس ہے اگر ہم اپنی تاریکی میں زندگی گذاریں' فوراً مسلمان ہو گئے' حضرت بایزیدؒ کے زمانے میں لوگوں نے ایک آتش پرست سے' جو ان کا بہت معتقد تھا اور انکی عظمت کا معترف تھا' مسلمان ہونے کو کہا' اس نے کہا' "اگر اسلام اس مذہب کا نام ہے جو حضرت بایزیدؒ کا ہے تو اس کے قبول کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں اور جس طرح کے تم لوگ مسلمان ہو یہ اسلام مجھے پسند نہیں"۔

جدید دور کے معاشرتی تقاضوں اور ہنگاموں میں گھرا ہوا انسان عام طور پر خود کو' خدا کو اور انسانیت کو بھلا چکا ہے' سو سکونِ قلب اور طمانیتِ روح سے

Marfat.com

محروم ہوتا جا رہا ہے' تصوف اس انسان کے کام آ سکتا ہے۔ اس دنیا کے ہنگاموں میں مصروف انسان کو بھی سکون وطمانیتِ قلب کی دولت سے مالا مال کر سکتا ہے' کسی اہلِ دل نے اسی حوالے سے یوں کہا ہے کہ ہر شخص کو تھوڑا بہت صوفی ہونا چاہیے یعنی دنیاداری یا محبت دنیا سے اس کا دل پاک ہو اور صوفی کو بھی تھوڑا بہت انسان ہونا چاہیے' یعنی وہ دنیا والوں کے کام آتا ہو' معاشی طور پر کسی پر بوجھ نہ بنتا ہو' معاشرے کا مفید فرد ہو' ایسا معاشرہ جہاں خدا پرستی' بے تعصبی' انسان دوستی' خدمتِ خلق اور احسان وایثار کے جذبے کارفرما ہوں گے' جہاں دین ودانش، علم و عرفان اور ذکر وفکر کو یکساں اہمیت دی جاتی ہو گی وہ معاشرہ سچے صوفیہ ہی کا ہو سکتا ہے اور ایسا ہی معاشرہ دورِ حاضر اور آنے والی صدیوں کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

تصوف

اور

معاشرتی ترقی کے امکانات

معاشرتی ترقی کے لیے سب سے بڑی اور بنیادی ضرورت معاشرہ میں ہم آہنگی کا ہونا ہے۔ کسی معاشرے کی ترقی سے مراد صرف مادی وسائل کا وافر مقدار میں ہونا نہیں بلکہ اصلی معاشرتی ترقی مادی ضرورتوں کے پورا ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مختلف گروہوں میں ہم آہنگی کا ہونا بھی ہے، معاشرہ کے افراد ذہنی تناؤ کا شکار نہ ہوں بلکہ ذہنی سکون اور قلبی طمانیت سے بہرہ ور ہوں اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ معاشرہ کے افراد اعلی اخلاقی اقدار سے موصوف ہوں، خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہوں اور مذہبی، علاقائی اور لسانی بےتعصبی کے پاسدار ہوں۔ معاشرہ میں امن وہم آہنگی ہوگی تو مادی ترقی کے امکانات بھی پیدا ہوں گے اور وسعت بھی پائیں گے۔ اس حوالے سے صوفیاے کرام کے اقوال وافعال کو عملی زندگی میں اپنانے ہی سے معاشرتی ترقی ممکن ہوسکتی ہے اور مسلکِ تصوف جو حسنِ خلق، خدمتِ خلق، تحمل اور ایثار کے اوصاف پر مشتمل ہے کے اختیار کرنے سے معاشرہ صحیح معنوں میں ترقی کرسکتا ہے ــــــ اسی حوالے سے صوفی نامہ کے مصنف اردشیر العبادی فرماتے ہیں: یاد رکھو لوگوں کے ساتھ

Marfat.com

مکر و حیلے کے ساتھ زندگی گزارنے سے علم و دانائی کے ساتھ زندگی گزارنا بہتر ہے' کبھی بھی کوئی شخص تنہا زندہ نہیں رہ سکتا کہ دنیا کے بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و دانائی سے اس طرح نظام عالم قائم کیا ہے کہ سارے انسان ایک دوسرے کا کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے معاون ہیں اور اگر غور کرو تو یہ ہے کہ سب نے اپنا ہی کام کیا ہے' چونکہ سب ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ بغیر ایک دوسرے کے تعاون اور مدد کے معاشی معاملات سدھر نہیں سکتے اور یہ حقیقت زندگی سے وابستہ ہے اور زندگی گزارنے کے کئی مراتب ہیں یا وہ شرعی ضرورت ہے جیسے اہل و عیال کے ساتھ زندگی گزارنا یا مروت کا تقاضا ہے جیسے ملازمین اور رعایا کے ساتھ زندگی گزارنا یا بزرگوں سے استفادہ کرنے کے لیے ان کے ساتھ زندگی گزارنا یا اپنے ہم جنسوں کے ساتھ میل جول کے لیے زندگی گزارنا یا اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ محبت والفت کے لیے زندگی گزارنا۔

جو شخص اپنی ذات میں مہذب اور مودب ہو وہ جہاں بھی جائے گا' اجنبی نہیں ہوگا بلکہ سب اس سے دوستی کے طالب ہوں گے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیؓ نے فرمایا کہ اگر بال کا ایک سرا میرے ہاتھ میں ہو اور دوسرے سرا دنیا والوں کے ہاتھ میں ہو تو وہ بال کبھی بھی نہیں ٹوٹے گا چونکہ جب وہ کھینچیں گے میں اسے ڈھیلا کر دوں گا۔

صوفیہ کی نظر میں لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے آداب یہ ہیں کہ

Marfat.com

انسان اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده '' (یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے تمام مسلمان بھائی محفوظ رہیں) گویا ہر صورت میں دوسروں پر اپنے حقوق کی نسبت اپنے اوپر دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے اور مسلمانوں کے مال میں لالچ نہ کرے۔

انسان کو چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے تمام اعلیٰ اخلاق و آداب کا خیال رکھے۔ اس حدیث پاک میں جس میں حضرت ابو ہریرہؓ کو نصیحت کی گئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ جملوں میں تمام اعلیٰ اخلاق بیان فرما دیئے ہیں ـــــ ایک یہ کہ تم پرہیزگار بنو تاکہ لوگوں میں تم سب سے زیادہ عابد اور پسندیدہ بن سکو چونکہ جو شخص پرہیزگاری اختیار کرے گا وہ لوگوں کے دلوں میں پسندیدہ ہو جائے گا اور سب اس سے تقرب حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ دوسرے یہ کہ تم قناعت کو اپناؤ تاکہ زیادہ امیر بن سکو چونکہ قناعت کی وجہ سے انسان سب سے آسودہ حال ہوتا ہے اور لوگ بھی اس سے آسودہ رہتے ہیں چونکہ لوگوں میں اکثر اختلاف لالچ اور حرص کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ تیسرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو تاکہ تم سچے مسلمان بن سکو۔ جو آدمی دوسروں کو تکلیف و ایذا نہیں پہنچاتا دوسرے بھی اسے ایذا و تکلیف نہیں پہنچاتے۔ چوتھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرو' راحت و رنج میں اس کا ساتھ دو تا کہ تم مومن بن سکو۔ شریعت میں ہمسائے کے بہت سے حقوق ہیں جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں مجھے اتنی تاکید کی کہ مجھے خیال گزرا کہ میراث میں بھی ہمسائے کا حصہ مقرر ہو جائے گا۔ پانچویں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہت مت ہنسو کہ بہت ہنسنے سے دل مر جاتا ہے چونکہ جو آدمی بہت ہنسی مذاق کرتا ہے وہ نفس امارہ کے حکم میں ہوتا ہے اور جب نفس امارہ کا غلبہ ہوگا تو دل مغلوب ہو جائے گا' بہت زیادہ ہنسی ٹھٹھے سے لوگوں میں انسان کی قدر کم ہو جاتی ہے اور مروت کو نقصان پہنچاتی ہے' یہی وجہ ہے کہ بادشاہ جہان نے قرآن پاک میں فرمایا ہے "فلیضحکو اقلیلا و لیبکو اکثیرا"۔ (سورہ ۹، آیت ۸۲) (صوفی نامہ)

ضیاء الدین سہروردی "آداب المریدین" میں فرماتے ہیں۔ کہ ہم نشین تین قسم کے ہیں: ایک وہ ہم نشین جس سے تمہیں فائدہ پہنچے' اس سے ملتے رہو' دوسرا وہ ہم نشین جس کو تم سے فائدہ پہنچتا ہو اُس کا احترام کرو' تیسرا وہ ہم نشین ہے جس سے نہ تمہیں فائدہ ہو اور نہ تم سے اسے فائدہ ہو اس سے دور رہو۔

بعض صوفیہ کا قول ہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں: ایک وہ جو غذا کی طرح ہیں ان سے میل جول رکھنا ناگزیر ہے' دوسرے وہ لوگ ہیں جو دوا کی طرح ہیں ان کی کبھی کبھی ضرورت ہوتی ہے' تیسرے وہ لوگ ہیں جو بیماری کی طرح ہیں ان

Marfat.com

سے دور رہنا واجب ہے۔

بزرگوں کا قول ہے کہ تصوف تمام تر ادب ہے۔ ہر وقت کا ایک ادب ہے، ہر موقع کا ایک ادب ہے، ہر مقام کا ایک ادب ہے جو آدمی ادب کا خیال رکھتا ہے وہ بڑا انسان بن جاتا ہے اور جو بے ادب ہوتا ہے وہ مقبول بارگاہ خداوندی ہونے کی بجائے مردود درگاہ حق ہو جاتا ہے۔

اہل حق کہتے ہیں کہ جو ادب سے دور ہو وہ ہر نیکی سے دور ہے۔ ادبِ نفس یہ ہے کہ اسے نیکی میں مصروف رکھو اور اس کو شر سے متنفر کر دو۔ بزرگوں کا قول ہے کہ ادب فقیروں کی عظمت ہے اور امیروں کی زینت ہے۔ ادب کے لحاظ سے عوام میں تین طبقے ہیں۔ پہلا اہلِ دنیا، دوسرا اہلِ دین اور تیسرا خاص اہلِ دین۔

اہل دنیا کے نزدیک ادب سے مراد یہ ہے کہ کلام میں فصاحت و بلاغت ہو علم کو پڑھا جائے اور بادشاہوں کے قصے اور اشعار عرب یاد کیے جائیں اور اہل دین کے نزدیک ادب سے مراد ہے کہ انسان ریاضت نفس کرے اور تہذیب اختیار کرے اور حدود اللہ کا خیال رکھے (بے جا) آرزوؤں کو ترک کر دے مکروہ اور مشتبہ چیزوں سے دور اور ہمیشہ نیکی کرنے پر آمادہ رہے لیکن خواص اہل دین یعنی صوفیہ کا ادب یہ ہے کہ دل کی حفاظت کی جائے اور اسے بظاہر اور بباطن صحیح رکھا جائے۔ (آداب المریدین)

کشف المحجوب میں ہے کہ آداب کی تین قسمیں ہیں: ایک توحید میں حق

Marfat.com

کے ساتھ آداب ہیں اور وہ یوں کہ انسان خواہ تنہائی میں ہو یا محفل میں بے ادبی سے بچے۔ تنہائی میں بھی اس طرح رہے جس طرح بادشاہوں کے دربار میں ان کے سامنے رہا کرتے ہیں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے۔ حفظ ادب سے دونوں جہاں کی طرف نظر نہ کی جیسا کہ فرمانِ حق ہے مازاغ البصر وماطغی یعنی مازاغ البصر رویئت دنیا سے متعلق ہے اور ماطغی رویت آخرت کے بارے میں ہے ___ دوسری ادب کی قسم اپنے ساتھ معاملہ کرنے کے بارے میں ہے اور وہ یوں کہ ہر حال میں اپنے نفس کے ساتھ مروت کا خیال رکھے تاکہ جس چیز سے خلق یا خدا سے بے ادبی ہو اپنی ذات کے ساتھ بھی اسے روا نہ رکھے یعنی صرف سچ بولے اور جتنا وہ علم رکھتا ہو اس علم کے خلاف بات کرنا روا نہ سمجھے کہ یہ بے مروتی ہے۔ دوسرے یہ کہ کم کھائے تاکہ طہارت گاہ کم جانا پڑے۔ تیسرے یہ کہ اپنی کسی ایسی چیز کو نہ دیکھے جسے سوائے اس کے کسی اور کو نہیں دیکھنا چاہیے ___ ادب کی تیسری قسم صحبت خلق سے متعلق ہے اور صحبت خلق میں سب سے اہم ادب یہ ہے کہ سفر میں اور حضر میں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرے۔ ان تینوں آداب کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔

عوارف المعارف میں شیخ الاسلام ابوحفص عمر سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ادبِ صوفی یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو پاک وصاف رکھے اور اپنی ذات کو

اعلیٰ اخلاق کے زیور سے آراستہ رکھے۔ تمام اعلیٰ اخلاق کی بنیاد خوش خلقی ہے۔ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آو۔ جب حق تعالیٰ نے مخلوقات (انسانوں) کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اچھائی اور برائی قبول کرنے کی صلاحیت بھی عطا کی اور ساتھ ہی ان کو اعلیٰ اخلاق بھی عطا کیے، حسن خلق انسانی وجود میں اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح آگ چقماق میں اور جس طرح کھجور کے درخت کا وجود کھجور کی گٹھلی میں ہے۔ انسان کو الہام دیا کہ وہ آگ کو چقماق سے پیدا کرے۔ پھل دار درخت، گٹھلی سے پیدا کرے، پس اس طرح نیکی برائی اور اعلیٰ اخلاق کی صلاحیت انسان کے وجود میں پنہاں ہے، پھر انسان کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے علم دین دیا اور تربیت و تہذیب سے انسانی شخصیت کو نشو و نما عطا کی۔ (عوارف المعارف)

صوفی جاہلوں اور کمینوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور صبر و تحمل کے ساتھ پیش آتا ہے' ان کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ وہ خود ایسا نہیں جیسے یہ جاہل ہیں۔ اگر کہیں ایسے بدتمیز سے سامنا ہو جائے تو برداشت سے کام لیتا ہے اور خاموش رہتا ہے کہ نبیوں نے بھی ایسے مواقع پر یہی کہا تھا کہ ”یاقوم لیس بی ضلالته ــــ یاقوم لیس بی سفاهة ولکنّی رسولٌ من رب العالمین“ (یعنی میں گمراہ یا برا نہیں ہوں میں تو اللہ کا نبی ہوں) (سورہ ۷ آیات ۶۱ '۶۷) قرآن ایسے مواقع کے لیے کہتا ہے کہ واذا خاطبھم

Marfat.com

الجاھلون قالوا سلاما (سورہ ۲۵ آیت ۶۳) یا ایک اور جگہ یوں فرمایا سلامٌ علیکم لا نبتغی الجاھلین (سورہ ۲۸ آیت ۵۵) یعنی جب کوئی جاہل مخاطب ہو تو کہو السلام، ہم تم کو سلام کرتے ہیں ہم بے سمجھ لوگوں سے الجھنا نہیں چاہتے ___ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم بہترین طریقے پر مدافعت کرو تا کہ وہ شخص جس کے ساتھ تمہاری عداوت ہے وہ تمہارا گہرا دوست بن جائے ادفع بالتی ھی احسن... (سورہ ۴۱ آیت ۳۴) ___ یا ایک آیت میں فرمان حق ہے و ان تصبروا و تتقوا فانَّ ذٰلک من عزم الامور (سورہ ۳ آیت ۱۸۶) (یعنی اگر کوئی دل آزاری کرے تو تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو یہ عظیم کام ہے) ___ شاہ بن شجاع" فرماتے ہیں کہ جو خلق خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے اسکی دشمنی دراز ہو جاتی ہے اور جو خلق خدا کو حق کی نظر سے دیکھتا ہے وہ خلق خدا کو معذور سمجھتا ہے اور انکی بدتمیزی پر دھیان نہیں دیتا ___ حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کا بدلہ بھلائی سے دو اسی کا نام احسان ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات جنت میں بہت اونچے اور شاندار محل دیکھے، میں نے جبرائیل امینؑ سے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کے لیے ہیں؟ جبرائیلؑ نے کہا یہ ان لوگوں کے لیے ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ ایک عورت نے مالک بن دینارؒ کو اے ریاکار کہہ کر پکارا۔ مالک بن دینارؒ نے فرمایا کہ بہت خوب دنیا والے میرا نام بھول گئے تھے، تو

Marfat.com

نے دوبارہ بتادیا۔ایک شخص نے حضرت شعبیؒ کو گالی دی' آپ نے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر تم جھوٹے ہو تو خدا تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے۔

ابونجیب سہروردی آداب المریدین میں فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ صدیقین کے دل سے جو آفت سب سے آخر میں نکلتی ہے وہ تفوق اور برتری کا احساس ہے۔درویش کو چاہیے کہ تعریف کرنے والوں کی تعریف سے خوش نہ ہو' ان کی باتوں سے متاثر نہ ہو اور اگر کوئی اس کی بے جا تعریف کر رہا ہے تو اس سے منہ پھیر لے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی ملامت کی ہے جو بے جا ستائش کو پسند کرتے ہیں۔

صوفیہ کا ہر عمل اللہ کے لیے ہوتا ہے' ان کی نظر میں تمام بنی نوع انسان بلکہ ہر جاندار' چرند' پرند' درند تک خدا کی دامنِ ربوبیت میں پل رہے ہیں' سو صوفی سب کے لیے باعثِ رحمت بننے کی کوشش کرتا ہے۔سچے صوفی کی زندگی مخلوقِ خدا کے لیے باعثِ رحمت ہوتی ہے۔حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا قول ہے کہ اگر ترکستان سے شام تک کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے' تو وہ ہمارے پاؤں ہی میں چبھتا ہے اور اگر کسی کے پاؤں میں چوٹ لگتی ہے یا دل کو دکھ پہنچتا ہے تو وہ غم اور صدمہ ہمیں بھی ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ابوسعید ابوالخیرؒ کا قول ہے کہ ''ہر چہ خلق را نشاید خدا را نشاید'' یعنی خلق خدا کی جس میں بھلائی نہیں وہ کام خدا کو

بھی پسند نہیں۔

حضرت ابراہیم خواصؒ ایک درویش کے ساتھ سفر پہ نکلے' انہوں نے اس درویش سے کہا کہ تم امیر بننا پسند کرو گے یا ماتحت' اس نے کہا ماتحت۔ تمام راستے حضرت ابراہیم خواصؒ اس کی خدمت کرتے رہے اور اس کا سامان اپنے سر پر اٹھا کر چلتے رہے۔ بارش ہوئی تو رات بھر اس کے سر پر کمبل کا سایہ کیے رکھا۔ مکےؔ تک حضرت خواصؒ نے اس کی اسی طرح خدمت کی ___ ایک بار حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک مست کو دیکھا کہ زمین پر گرا ہوا ہے اور اس کے منہ پر گندگی لگی ہوئی ہے۔ آپ پانی لائے اور اس مست کے منہ کو دھویا اور فرمایا کہ وہ منہ جس سے ذکر حق ادا کیا جاتا ہو وہ آلودہ نہیں رہنا چاہیے' جب وہ آدمی ہوش میں آیا اور اسے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس کا منہ دھویا تھا' اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ اے ابراہیم تو نے ہمارے لیے منہ دھویا ہم نے تیرا دل دھو دیا یعنی پاک کر دیا۔

حضرت بایزیدؒ ایک قبرستان سے گزر رہے تھے ایک بسطامی نوجوان بربط بجا رہا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھی' اس نوجوان نے اپنا بربط اتنی زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ بایزیدؒ کا سر پھٹ گیا اور بربط بھی ٹوٹ گیا۔ آپ نے گھر واپس آ کر اس نوجوان کو بربط کی قیمت اور تھوڑا سا حلوہ بھیجتے ہوئے

Marfat.com

پیغام دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور حلوہ کھاؤ تا کہ ٹوٹے ہوئے بربط کا غم دور ہو جائے۔ نوجوان کو جب یہ پیغام پہنچا تو بہت شرمندہ ہوا۔ شیخ کے پاس آیا اور اس نے گناہ کی زندگی سے توبہ کی ____ ایک جوان بربط ہاتھ میں لیے شراب میں مست جا رہا تھا' اس نے اچانک حضرت عثمان حیریؒ کو دیکھا فوراً بربط کو چھپا لیا اور ٹوپی اوڑھ لی' آپ نے اس سے کہا کہ مجھ سے ڈرو مت ہم دونوں بھائی ایک جیسے ہیں' حضرت عثمان حیریؒ کا یہ سلوک دیکھا تو اس نے توبہ کر لی' آپ اس کو اپنے ہمراہ گھر لے آئے اور غسل کروا کر اپنا خرقہ پہناتے ہوئے دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے جو اختیار میں تھا وہ تو میں نے کر دیا' اب جو تیرے اختیار میں ہے تو اس کی تکمیل فرما۔ اس دعا کے ساتھ ہی اس شرابی میں ایسا روحانی کمال پیدا ہو گیا کہ خود حضرت عثمان حیریؒ بھی حیرت میں آ گئے ____ ایک مرتبہ حضرت معروف کرخیؒ قرآن اور مصلیٰ مسجد میں چھوڑ کر دریا پر وضو کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ درین اثنا ایک بڑھیا آپ کا قرآن اور مصلیٰ اٹھا کر چلتی بنی' جب راستے میں آپ کی اس سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کیا آپ کا کوئی بچہ قرآن پڑھتا ہے؟ بڑھیا نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا میرا قرآن پاک مجھے واپس کر دو البتہ مصلیٰ میں نے تمہیں بخشا۔ بڑھیا نے جب یہ سنا شرمندہ ہوئی اور توبہ کی ____ ایک چور حضرت احمد خضرویہؒ کے گھر میں آیا' اس نے بہت کچھ ڈھونڈا کچھ نہ ملا جب ناامید ہو کر واپس جانے لگا تو حضرت احمدؒ نے فرمایا اے نوجوان وضو کر اور آج رات

ہمارے ساتھ نماز پڑھ' صبح کو جو ہمیں ملے گا ہم تمہیں دے دیں گے تاکہ تو ہمارے گھر سے خالی ہاتھ نہ جائے۔ نوجوان نے یہی کیا' جب صبح ہوئی ایک امیر نے حضرت احمد خضرویہؒ کو سو دینار پیش کیے' آپ نے یہ تمام رقم اس نوجوان کو دے دی اور فرمایا تیری ایک رات کی نماز کی یہ جزا ہے' نوجوان چور بہت شرمندہ ہوا اور اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ـــــ ایک مرتبہ چور نے حضرت جنید بغدادیؒ کا کرتا چرا لیا۔ دوسرے دن جب بازار میں آپ نے اس کو فروخت کرتے دیکھا تو خریدنے والا چور سے کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی یہ گواہی دے دے کہ میں واقف ہوں کہ یہ مال تیرا ہی ہے تو میں خرید سکتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ میں واقف ہوں' یہ سن کر خریدار نے کُرتا خرید لیا ـــــ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز عید کے دن میں نے حضرت معروف کرخیؒ کو دیکھا کہ کھجوروں کی گٹھلیاں چن رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے ایک بچے کو دیکھا کہ وہ رو رہا ہے۔ میں نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ بچہ بولا! میں یتیم ہوں' نہ میری ماں ہے نہ باپ ہے' دوسرے بچوں کے پاس نئے کپڑے ہیں میرے پاس نہیں۔ دوسروں کے پاس کھلونے ہیں میرے پاس نہیں۔ میں اس بچے کے لیے گٹھلیاں چن رہا ہوں تاکہ ان کو بیچ کر اس کے لیے کھلونے خریدوں۔ سری سقطیؒ نے کہا آپ رہنے دیجئے' یہ کام میرے حوالے کیجئے۔ میں نے بچے کو ساتھ لیا' اسے نئے کپڑے دیئے' کھلونے دیئے۔ اس

بات سے میرے دل میں ایک عجیب مسرت اور نور پیدا ہوا اور بہت سے مقاماتِ بلند حاصل ہوئے۔ایک روز شیخ ابو علی ثقفیؒ قرآنِ پاک پڑھ رہے تھے' ان کے ہمسائے میں ایک کبوتر باز رہتا تھا وہ اپنے کبوتروں کو اڑانے کے لیے ڈھیلے مارتا تھا جس سے حضرت شیخ ابو علی ثقفیؒ بہت تنگ تھے۔اس روز ایک ڈھیلا ان کے سر پر لگا اور سر پھٹ گیا۔آپ کے مریدین نے کہا ہم کوتوال کے ہاں جا کر اس کی رپٹ درج کرائیں گے۔شیخ ابو علیؒ نے اپنے ایک خدمتگار کو بلایا اور کہا کہ فلاں جنگل سے ایک لکڑی کاٹ کر لاؤ جب وہ لے آیا تو آپ نے وہ لکڑی اپنے ہمسائے کو بھجوائی کہ اس سے کبوتروں کو اڑایا کرو' ڈھیلوں سے نہ اڑایا کرو____

دو بزرگ آپس میں دشمنی رکھتے تھے۔ایک روز ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ایک نے قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے' خدا تجھے پکڑے۔دوسرے نے کہا نہیں نہیں تو جھوٹ بولتا ہے خدا تجھے پکڑے۔مولانا رومیؒ اتفاق سے اس وقت وہاں سے گزر رہے تھے' انہوں نے فرمایا نہیں نہیں خدا نہ تجھے پکڑے نہ اسے پکڑے بلکہ ہمیں پکڑے کہ ہم اس کی گرفت کے لائق ہیں' دونوں نے سر جھکا دیا اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔دو دوستوں میں کدورت پیدا ہو گئی اور کسی طرح سے صلح صفائی نہ ہو سکی۔ایک دن مولانا رومیؒ نے دورانِ وعظ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے انسان پیدا کیے ہیں: ایک مٹی کی طرح جامد و بے حرکت' دوسرے پانی کی طرح ہر دم تازہ اور رواں۔جب یہ آبِ رواں مٹی پر پہنچتا ہے تو دونوں کی ہم نشینی

Marfat.com

کی برکت سے اس سے ہزاروں گلزار نمودار ہوتے ہیں اور اشجار و اثمار پیدا ہوتے ہیں جو ابدان (بدن کی جمع) و ارواح کی غذا بنتے ہیں۔ اب یہ دونوں دوست جو آپس میں لڑ رہے ہیں ایک خاک کی طرح ہے اور ایک پانی کی طرح عجز و انکسار کے ساتھ ہے۔ جب یہ دونوں ایک دوسرے سے ملیں گے تو حق تعالیٰ ان کے اتحاد و اجتماع کی برکت سے سینکڑوں گلہائے شادی اور گلستانِ وفا و صفا پیدا کرے گا اور پھر ان میں سے ایک سے فرمایا اے نور الدین تیرا بھائی مٹی کا بنا ہوا ہے اپنی جگہ سے نہیں حرکت کرتا اور صلح کے لیے نہیں اٹھتا تو پانی کی طرح کرم کر اور قدم رنجہ فرما اور اس کی طرف رواں ہو یعنی اس کی طرف جا تاکہ اس کی روح پر اثر ہو فوراً دونوں نے سر جھکا دیا اور صلحِ صالحانہ کر لی۔

Marfat.com

تصوف اور عبادات کی حقیقت

عام طور پر ہم لوگ عبادات کا ایک عام سا تصور رکھتے ہیں جبکہ صوفیہ کی نظر میں عبادات کی روح ہوتی ہے۔ عام مسلمان عبادات کے ظاہری طریقوں سے تعلق رکھتا ہے کہ وضو کے ارکان کیا ہیں؟ نماز کا طریقہ کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ لیکن صوفیہ عبادات کی روح سے سروکار رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے نظریات پُرمعنی اور دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ سعادت دارین کا ذریعہ بھی ہیں اگر ان پر صدقِ دل سے عمل کیا جائے۔

نجم الدین رازی مرصاد العباد میں کہتے ہیں کہ شریعت کا ایک ظاہر ہے اور ایک ایک باطن ہے، اس کا ظاہر اعمالِ بدنی ہیں جو کلید صورت قالب ہے، اس کنجی کے پانچ دندانے ہیں جو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور کلمۂ شہادت ہیں۔ شریعت کا باطن قلبی، سری، روحی، خفا اور اخفا کے اعمال سے وابستہ ہے جسے طریقت کہا جاتا ہے۔ (مرصاد العباد)

صوفیہ کی نظر میں طریقت کی بنیاد شریعت پر اور شریعت کی بنیاد اسلام کے پانچ ارکان پر ہے اور پہلا رکن کلمۂ شہادت ہے۔ عین القضاۃ ہمدانی اسلام کے بنیادی ارکان کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسلام کا رکن اول ایمان ہے، مومن اور مسلم میں ایک فرق ہے کہ تمام مومن مسلمان ہوتے ہیں لیکن تمام

مسلمان مومن نہیں ہوتے، مومن کا مرتبہ مسلمان سے بلند تر ہے۔ قرآن پاک میں ہے قالت الاعراب آمنا (سورہ ۴۹، آیت ۱۴)۔ یعنی عرب کے بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تم ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہوں کہ تم مسلمان ہوئے ہو۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ انسانی وجود سے بھی تحقیق شریعت اور اتباع سنت پر دلالت ہو سکتی ہے، جس طرح ہاتھوں کی پانچ انگلیاں ہیں اسی طرح اسلام کی بنیاد پانچ اصولوں پر ہے: (۱) کلمۂ شہادت (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ (۵) حج۔ نماز پانچ اوقات میں ادا کی جاتی ہے، زکوٰۃ کے نصاب میں خمس ہے۔ چار خلفا اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس مل کر پانچ ہوتے ہیں۔ اسی طرح اہلِ بیت بھی آپؐ کی ذات اقدس کے ساتھ پانچ ہیں، اس کے علاوہ اسلام کے پانچ ارکان حواس خمسہ سے بھی مطابقت رکھتے ہیں۔ حاسۂ بصر سے نماز، حاسۂ لمس (چھونے) سے زکوٰۃ، حاسۂ ذوق سے روزہ، حاسۂ سمع سے اذان اور حاسۂ شامہ یعنی سونگھنے کی قوت سے توحید کی خوشبو وابستہ ہے کہ حدیث میں ہے۔ انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن یعنی مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کی خوشبو آ رہی ہے۔ (عین القضاۃ ہمدانی، تمہیدات و ابن عربی، شجرۃ الکون)

صوفیہ کی نظر میں عبادات کا ایک خاص تصور ہے جو علما کے تصور عبادات سے کچھ مختلف ہے، صوفیہ عام طور پر عبادات کی روح کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں جبکہ علماء بالعموم عبادات سے متعلق فقہی مسائل پر بات کرتے ہیں۔

علما کے ہاں فتویٰ ہے اور صوفیہ کے ہاں تقویٰ ہے۔ عبادات کے فقہی مسائل کہ وضو کے ارکان کیا ہیں؟ نماز کا طریقہ کیا ہے؟ اور اس کے فرائض کیا ہیں؟ کتنی نمازیں فرض ہیں اور کتنی نمازیں نفلی ہیں؟ چاشت' اشراق' اوّابین' تہجد' صلاۃ التسبیح اور دوسری نفلی نمازیں پڑھنے کے طریقے اور اوقات کا ذکر یعنی عبادات کے ظاہری پہلو سے متعلق باتیں علمائے اسلام نے بیان کی ہیں اور وہ فقہی کتابوں میں موجود ہیں اور تقریباً ہر مسلمان جانتا ہے' اسلئے ان سے صرف نظر کر کے صرف عبادات کی روح کے بارے میں صوفیہ کے تصورات کی بات کی جاتی ہے، اس حوالے سے انکے نظریات' انکی باتیں نہ صرف یہ کہ دلنشین علمی نکات پر مبنی ہیں بلکہ انکی قلبی اور روحانی کیفیات کی آئینہ دار بھی ہیں۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں: ایک عبادت لازمہ اور دوم عبادت متعدیہ۔ عبادت لازمہ وہ عبادت ہے جس سے صرف عبادت کرنے والے کو فائدہ ہوتا ہے جیسے روزہ' نماز' حج ہے اور عبادت متعدیہ وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو بھی پہنچتا ہے' جیسے دوسروں کی مدد کرنا' دوسروں کے کام آنا یا دوسروں پر شفقت کرنا وغیرہ۔ اس عبادت کی بہت اہمیت ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ عبادت لازمہ بغیر اخلاص کے قبول نہیں ہوتی لیکن عبادت متعدیہ میں بغیر اخلاص کے بھی ثواب ملتا ہے ___ حضرت جعفر صادق ؒ سے کسی نے پوچھا کہ وہ کونسی عبادت ہے جو انسان کو خدا سے دور کرتی ہے؟ اور وہ کونسی معصیت ہے جو

Marfat.com

انسان کو خدا سے قربت عطا کرتی ہے؟ فرمایا "وہ عبادت جس کا آغاز ریا پر ہو اور انجام تکبر پر اور وہ معصیت جس کا آغاز غفلت پر ہو اور انجام ندامت پر" ____ حضرت فضیل عیاضؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ مخلوق کے دکھاوے کے لیے عبادت کرنا ریا ہے یا نہیں؟ فرمایا مخلوق کے لیے عبادت کرنا شرک ہے اور مخلوق کے لیے عبادت کو چھوڑنا ریا ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ ہی کا قول ہے کہ خدا بندے کیساتھ چار چیزوں سے مخاطب ہوتا ہے: بدن سے، دل سے، مال سے اور زبان سے۔ اگر بندہ صرف جسمانی طور پر طاعتِ حق اور زبان سے ذکرِ حق کرتا رہے (یا کلمہ پڑھتا رہے) تو بے سود ہے چونکہ قلب کو اس کے سپرد کرنا اور مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے ____ انہی کا قول ہے کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، خلق کے قریب ہوتا ہے۔

حضرت رابعہ بصریؒ کہا کرتی تھیں کہ اے اللہ اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کروں تو مجھے دوزخ میں جلا دے اور اگر جنت کی امید میں تیری عبادت کروں تو جنت مجھ پر حرام کر دے اور اگر میں تیری عبادت صرف تیرے لیے کروں تو اپنے جمال اور جلوؤں سے مجھے محروم نہ رکھ ____ حضرت بایزید بسطامیؒ کو ایک رات عبادت میں لطف محسوس نہیں ہوا، خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز موجود ہے؟ دیکھا تو انگوروں کا ایک خوشہ نکلا، آپ نے فرمایا یہ

Marfat.com

کسی کو دے دو۔اس کے بعد آپ کو ذکر و عبادت میں لذت محسوس ہونے لگی۔

کلمہ اور صوفیہ:

شیخ نجم الدین رازی مرصاد العباد میں فرماتے ہیں کہ کلمۂ شہادت یعنی لا الٰہ الا اللہ اُس جہان کی خبر دیتا ہے جو اس کے اور خدا کے درمیان بغیر کسی واسطے کے موجود ہے اور اُس عالم میں پہنچنے کا شوق سالک (صوفی) کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

ایک صوفی صاف دل کہتے ہیں کہ اسلام ظاہر کا نام اور ایمان باطن کا نام ہے اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اسلام ایمان کی تحقیق ہے اور ایمان اسلام کی تصدیق ہے۔حضرت رسولؐ کا فرمان ہے اکمل المومنین ایماناً احسنھم خلقاً (تمام مومنین میں سے کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جو سب سے اچھے خلق والا ہو)۔

وضو اور صوفیہ:

صوفیہ کے آداب وضو میں ایک یہ ادب ہے کہ اعضائے وضو کو دھوتے وقت حضور قلب کو برقرار رکھا جائے۔حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر وضو میں حضور قلب میسر ہوگا تو نماز میں بھی حضور قلب حاصل ہوگا ____ صوفی ہمیشہ باوضو رہتے ہیں کیونکہ باوضو آدمی شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے اور وضو پر وضو کرنے کو "نور' علی نور" کہا

جاتا ہے۔ وضو ظاہر میں گندگی سے پاک ہونا ہے اور باطن میں قلب کو ماسوا اللہ سے پاک کرنا ہے۔ بقول نجم الدین کبریٰ مصنف السایر والحایر وضو یعنی طہارت کی بہت سی اقسام ہیں' ایک کفر اور شرک جلی سے پاک ہونا ہے' دوم شرک خفی اور ریا و کبر سے پاک ہونا ہے' سوم دنیا اور دنیاداری سے پاک ہونا ہے' چہارم ہوا جس نفس اور وساوس شیطان سے پاک ہونا ہے' پنجم حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے آگے سوال کرنے سے پاک ہونا' ششم وضوئے مسنونہ ہے۔ نجم الدین کبریٰؒ کی نظر میں وضو اور پاکیزگی کے بہت سے فائدے ہیں:

(۱) نجاست دور ہو جاتی ہے (۲) انسان سے شیطان دور ہو جاتا ہے (۳) پاکیزگی اور لطافت حاصل ہوتی ہے۔ کہ حضورؐ کا فرمان ہے: الدین نظافة (۴) چوتھا فائدہ روح کی آلودگی دور ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے قد افلح من تزکیٰ (۵) وضو کا پانی نفس کی آگ کو بجھا دیتا ہے (۶) وضو کے ذریعے انسان اسباب حیات سے تعلق پیدا کرتا ہے کہ قرآن میں ہے و جعلنا من الماء کل شیءٍ حی (سورہ ۲۱ آیت ۳۰) یعنی ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی ہے (۷) وضو کرنے والا ہتھیار سے مسلح ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ہے الوضو سلاح المومن کہ وضو مومن کا ہتھیار ہے (۸) نور پر نور کا اضافہ ہوتا ہے کہ حدیث میں ہے الوضو علی الوضو نور" علی نور (۹) ایمان کی علامت ظاہر ہوتی ہے (۱۰) قرآن کو ہاتھ لگایا جا سکتا ہے اور یاد کیا جا سکتا ہے (۱۱) جب انسان

Marfat.com

وضو سے ہوتا ہے تو فرشتے اس کے پاس ہوتے ہیں (۱۲) جو وضو سے ہوتا ہے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں (۱۳) جب انسان وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (۱۵) وضو کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی یعنی وضو ہی سے نماز ہوتی ہے۔ **لاصلوٰۃ الاّ بطھور** (۱۶) قیامت کے دن جب اٹھے گا تو اس کا چہرہ اور ہاتھ پاؤں نورانی ہوں گے (۱۷) وضو سے ایمان کی آدھی نشانی حاصل ہوجاتی ہے **الطھور شطر الایمان**

نماز اور صوفیہ:

عین القضاۃ ھمدانی کی کتاب "تمہیدات" میں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون فرمایا ہے اور فرمایا کہ جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو منہدم کر دیا۔ حدیث میں ہے: **الصلوٰۃ عماد الدین فمن ترکھا فقد ھدم الدین** ــــ حضورؐ نے نماز کو مومن کی معراج کہا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے بچاتی ہے (سورہ ۲۹' آیت ۴۵) ــــ بقول عین القضاۃ ھمدانی صلوٰۃ کا لفظ صلت سے مشتق ہے اور صلت کے معنی ہے خدا تعالیٰ سے بندے کا بات کرنا اور مناجات کرنا' حقیقی نماز وہی ہے کہ بندہ نماز میں خدا سے مناجات کرے ــــ نجم الدین کبریٰ" اپنے رسالۂ فضیلت صلوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ نماز شریعت میں عبادت ہے' طریقت میں قربت خداوندی ہے اور حقیقت میں حق کے ساتھ وصال ہے۔ فرمان حق ہے **واسجد واقترب**۔

Marfat.com

سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ (سورہ ۹۶ آیت ۱۹) ـــــ مرصاد العباد میں ہے کہ نماز کے چار ارکان ہیں: قیام، رکوع، سجدہ اور تشہد' رکوع انسان کو مقام حیوانی سے مطلع کرتا ہے کہ تمام حیوان رکوع میں ہیں' تشہد اور سجدہ عالم جمادات و نباتات کی خبر دیتا ہے کہ تمام جمادات سجدے کی حالت میں ہیں اور تمام نباتات خدا کے حضور میں شہود و قعود میں ہیں جبکہ نماز میں قیام انسان کے مقام سے خبر دیتا ہے کہ تمام انسان قیام میں ہیں' سچے نمازی کو چاہیے کہ عالم حیوانیت کو چھوڑ دے اور حرص کے بندھنوں سے آزاد ہو جائے اور جب قیام کرے تو تمام دنیوی اغراض کو چھوڑ دے اور جب دونوں ہاتھ تکبیر کے لئے اٹھائے تو گویا دنیا اور آخرت دونوں کو پس پشت ڈال دے اور جب اللہ اکبر کہے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے تمام عظمتوں کو ہیچ جانے۔ قیام کے بعد رکوع حیوانی پر آئے جو انکساری کی صورت ہے' اس کے بعد سجدے میں جائے جو مذلت کی نشانی ہے' اس کے بعد تشہد میں بیٹھے (جو تفکر کی نشانی ہے) اور یوں سچا نمازی بن کر الصلوٰۃ معراج المومن کی روح حاصل کرے۔

نماز میں حج کا لطف بھی ہے' حج میں اگر احرام و اھلال (اھلال یعنی حج میں لبیک اللھم لبیک کہنا) ہیں تو نماز میں تحریمہ (نماز کے آغاز میں اللہ اکبر کہنا گویا اب کوئی بات کرنی حرام ہو گئی) و تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) ہیں۔ اسی طرح نماز سے پہلے غسل کرنا یا وضو کرنا بجائے احرام ہے اور دنیا کے روابط سے

Marfat.com

جدا ہونا احرام باندھنے کے برابر ہے' نفس پر قابو پانا سوار ہونے کے برابر ہے یعنی حج کے لئے سوار ہونے کے برابر ہے اور ایمان صادق گویا زادو توشۂ راہ حج ہے اور اذان و اقامت حج میں لبیک کہنے کے برابر ہیں' نماز میں حرکات و سکنات کعبہ حقیقی کے طواف کے برابر ہیں اور نفس کا مارنا گویا حج میں قربانی کرنا ہے ــــــ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نماز کے ارکان درحقیقت آدمؑ جو انسانوں کے جد امجد اور انسانیت کا نمونہ ہیں کے لفظ کی تصویر و تفسیر پیش کرتے ہیں کہ نماز میں قیام آدم کا الف ہے اور قعدہ آدم کی دال ہے اور سجدہ آدم کے لفظ میم کی تصویر ہے ــــــ شرف الدین یحیٰ منیریؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

روح الارواح میں درج ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں شب معراج کی یادگار ہیں جو حضورؐ بطورِ تحفہ عالمِ قاب قوسین سے لائے۔ (مکتوب ۳۲)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الصلٰوۃ معراج المومن یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔ خداوند کریم نے اپنے کرم خاص سے تمام نبیوں میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے سرفراز فرمایا اور اس معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نماز کا عطیہ دیا جو ایک طور سے معراج ہے۔ یوں اپنے محبوب نبیؐ کو ہی معراج عطا فرمائی اور اپنے اس نبیؐ کی امت کو ہی معراج (نماز) کا عطیہ دیا ــــــ (البتہ وہ نماز معراج ہے جو واقعی نماز ہو) ــــــ نماز امت محمدیہؐ پر عطائے خاص

Marfat.com

خدا ہے' کہ اسی نماز کی وجہ سے قبلہ کا تعین ہوا اور اسی قبلہ کے ایک ہونے سے وحدت امت وجود میں آئی ___ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول پاکؐ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس میں وہ پانچ بار روزانہ نہاتا ہو تو کیا ایسے شخص پر میل کچیل کا کوئی اثر باقی رہے گا؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہؐ ایسے شخص پر قطعاً میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا یہی مثال نمازوں کی ہے' ان کے ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ نماز پڑھنے کی سب سے پہلی شرط وضو ہے اور وضو نماز کی کنجی ہے کہ: مفتاح الصلوٰۃ الطھور' پہلے درجے میں ظاہری وضو ہے' جو پانی یا مٹی سے کی جاتی ہے یہ طہارت اعضا ہے' دوسرے درجے میں دل کو بری خصلتوں سے پاک کرنا ہے' وہ بری خصلتیں حسد' کبر، حرص وغیرہ ہیں' جب سالک ان بری خصلتوں سے اپنے دل کو پاک کر لیتا ہے تو اندرونی پاکیزگی اسے حاصل ہو جاتی ہے ___ شبلیؒ کا قول ہے کہ وضو انفصال ہے اور نماز اتصال ہے جو جدا نہیں ہوتا وہ وصال بھی حاصل نہیں کرتا یعنی غیر اللہ سے انفصال (جدا ہونا) وضو سے حاصل ہوتا ہے ___ نماز کی دوسری شرط نیت ہے۔ حضورِ اکرمؐ کا فرمان کہ الاعمال بالنیات' صوفیہ کی نظر میں نیت کسبی نہیں ہوتی بلکہ وہبی ہوتی ہے' یعنی اللہ کی عطا ہوتی ہے' یہی وجہ ہے کہ بشر حافیؒ نے

Marfat.com

حسن بصریؒ کے جنازے کی نماز ادا نہ کی اور فرمایا کہ ابھی میری نیت حاضر نہیں ہوئی، لوگوں نے طاؤس الحزینؒ سے کہا کہ ہمارے لئے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا اس وقت تک توقف کرو جب تلک میں دعا کرنے کی نیت حاصل کرلوں ____ صوفیہ کی نظر میں عوام کی نماز تسبیح و سجود ہے اور صوفی کامل کی نماز ترک وجود ہے:

نمازِ خلق تسبیح و سجود است نماز کاملان ترکِ وجود است

لوگوں نے شیخ ابوسعید ابوالخیر سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کہاں رکھیں، جواب دیا کہ ہاتھ دل پر رکھو اور دل کو حق جل جلالہ پر رکھو یعنی دل کو حق کی طرف متوجہ رکھو۔ شیخ کا قول ہے کہ ذکر سے، مراد یہ ہے کہ تم ماسوائے اللہ کو بھول جاؤ۔

رسولِ پاکؐ کا فرمان ہے کہ نماز اس طرح سے پڑھو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہ ہوسکے تو یہ خیال کرو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے (اَن تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک) ____ جب حضرت زین العابدینؓ نماز کے لئے اٹھتے تو چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا، لوگوں نے وجہ پوچھی، فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے جا رہا ہوں۔

تعرف میں ہے کہ صوفی کی نماز یہ ہے کہ علائق سے منہ موڑ لے اور حقائق سے تعلق جوڑ لے، علایق سے مراد ماسویٰ اللہ اور حقائق وہ امور ہیں جو اللہ کے ہیں اور اللہ کی طرف سے ہیں۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ لاصلوٰۃ الابحضور

Marfat.com

القلب. یعنی نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہوتی۔ فیہ مافیہ میں ہے کہ مولانا رومیؒ نے ایک روز اپنی مجلس میں حاضرین سے سوال کیا کہ نماز سے فاضل تر کیا ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ نماز سے فاضل تر روحِ نماز ہے یعنی حضور قلب اور خلوصِ دل ہے۔ اس کے علاوہ ایمان بھی نماز سے فاضل تر ہے چونکہ نماز پانچ وقت فرض ہے' جبکہ ایمان ہمیشہ کے لیے فرض ہے کیونکہ نماز کسی عذر کی بنا پر ساقط بھی ہو جاتی ہے لیکن ایمان کبھی اور کسی صورت میں بھی ساقط نہیں ہوتا نیز یہ بھی فرمایا کہ نماز پر ایمان کی ایک اور بھی فضیلت ہے کہ ایمان نماز کے بغیر بھی مفید ہے لیکن نماز بغیر ایمان کے بیکار ہے۔

حضرت بوعلی دقاقؒ کا قول ہے کہ خداوند تعالیٰ گناہگاروں کو دوست رکھتا ہے اور رسول پاکؐ کو خطاب کرتا ہے کہ رات کو نماز ادا کریں تاکہ مقام شفاعت پائیں' کیا تم نہیں دیکھتے کہ مائیں رات کے وقت دایہ کو بیدار کرتی ہیں تاکہ ننھے بچوں کو دودھ دے؟ ___ کسی نے حضرت حاتم اصمؒ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ فرمایا پہلے ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں پھر باطنی وضو توبہ سے کر کے مسجد میں یوں داخل ہوتا ہوں کہ مسجد حرام اور مقام ابراہیم نظروں کے سامنے ہوتے ہیں اور دائیں بائیں فردوس و جہنم' قدموں کے نیچے پل صراط ہوتی ہے۔ پھر خدا کو سامنے اور موت کو پیچھے تصور کرتے ہوئے دل کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہوں پھر تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں' احترام کے ساتھ قیام کرتا

Marfat.com

ہوں اور ہیبت سے قرآن پڑھتا ہوں' عاجزی سے رکوع کرتا ہوں اور تضرع سے سجدہ کرتا ہوں اور قعدہ حلم سے کرتا ہوں اور شکر کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں ___

حضرت اویسؒ سے کسی نے پوچھا کہ نماز میں خشوع کیا ہے' آپ نے فرمایا اگر نمازی کے پہلو میں نماز پڑھتے وقت نیزہ بھی ماریں تب بھی اسے خبر نہ ہو ___

ابوالخیر اقطع" کے پاؤں میں آکلہ کی بیماری تھی' اطبا نے پاؤں کاٹ دینے کا فیصلہ کیا مگر آپ راضی نہ ہوئے' مریدوں نے کہا کہ جب حضرت ابوالخیر" نماز میں مشغول ہوں تو ان کا پاؤں کاٹ دیا جائے کیونکہ نماز میں ان کو بالکل خبر نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پاؤں کٹا ہوا تھا۔

ایک دن حضرت امام محمد غزالیؒ نے اپنے چھوٹے بھائی احمد غزالیؒ سے غصے سے کہا کہ لوگ دور دور سے میرے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں لیکن تم میرے قریب ہوتے ہوئے میری امامت میں نماز نہیں پڑھتے! حضرت امام احمدؒ نے فرمایا کہ اگر تم امام بنو اور احسن طریقے سے نماز ادا کرو تو میں ضرور تمہاری اقتدا میں نماز ادا کروں گا' اسی اثنا میں ظہر کا وقت آ گیا نماز کی جماعت شروع ہو گئی' امام غزالی" نے امامت کی' دورانِ نماز ہی شیخ احمد غزالی" نے نماز توڑ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز کا اعادہ کیا' جب امام غزالیؒ نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے اپنے بھائی احمد غزالی" کو غصے کی نظر سے دیکھا تو حضرت احمد غزالی" نے فرمایا کہ ہم نے اس شرط کے ساتھ آپکی امامت میں نماز شروع کی

Marfat.com

تھی کہ جنابِ والا امامت فرمائیں' اس وقت تک ہم نماز پڑھتے رہے جب تک آپ امام تھے' جب امام چلا گیا تا کہ اپنے گھوڑے کو پانی دے تو ہم بغیر امام کیسے نماز ادا کرتے؟ یہ بات سن کر امام غزالی" پر رقت طاری ہو گئی اور آپ نے فرمایا کہ بے شک کچھ اللہ کے دوست ایسے بھی ہیں کہ جو جاسوسِ قلب اور غیب کی باتوں کو جاننے والے ہوتے ہیں۔ میرا بھائی صحیح کہتا ہے کہ نماز کے درمیان میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ کسی نے میرے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا' وہ پیاسا ہے ___ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی" کے ایک مرید تھے' انہیں حسن افغان" کہتے تھے۔ وہ ایسے صاحب ولایت تھے کہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی" فرماتے تھے کہ اگر کل یعنی قیامت کے روز مجھ سے پوچھا گیا کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو' تو میں عرض کروں گا کہ حسن افغان" کو لایا ہوں۔ ایک دفعہ یہ حسن کسی گلی میں جا رہے تھے' نماز کا وقت ہو گیا' گلی کی مسجد میں گئے' موذن نے تکبیر کہی' امام نے نماز شروع کی' خواجہ حسن" بھی نماز کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ جب نماز ختم ہو گئی اور لوگ گھروں کو چلے گئے تو حسن افغان" امام کے پاس گئے اور بولے' اے خواجہ تم نے نماز شروع کی اور میں تمہارے پیچھے نماز میں شامل ہوا۔ تم یہاں سے دہلی گئے' وہاں سے غلام خریدے' پھر واپس آئے اور ان غلاموں کو خراسان لے گئے اور وہاں سے ملتان واپس آ کر مسجد میں تشریف لائے۔ میں تمہارے پیچھے پریشان پھرتا رہا' آخر یہ کیسی نماز ہے؟ (خلاصۃ العارفین)

مالک بن دینارؒ ایک مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے' دل میں خیال آیا کہ کاش میں اس مسجد کا متولی بن جاؤں' ایک سال اس مسجد میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہے' ایک سال کے بعد غیب سے ندا آئی کہ اے مالک تمہیں اپنی ایک سال کی خودغرضانہ عبادت پر شرم کرنی چاہیے! مالک بن دینارؒ نے جب یہ سنا تو دل سے توبہ کی اور اخلاص سے عبادت کرنا شروع کی اور مسجد کے متولی بننے کا خیال دل سے نکال دیا اور پورے صدقِ دل کے ساتھ رات بھر عبادت کی' اگلے دن تمام نمازی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ اس مسجد کے متولی بن جایئے' مالک بن دینارؒ نے کہا کہ اے اللہ میں نے ایک سال تیری عبادت کی کسی نے میری طرف توجہ نہ کی' اب صدقِ دل سے میں نے صرف ایک رات تیری عبادت کی تو بیس آدمی میرے پاس بھجوا دیئے تاکہ مسجد کی تولیت مجھے دیں' اے اللہ تیری عبادت کی قسم میں اس پیشکش کو کبھی قبول نہیں کروں گا۔

مناقب العارفین میں ہے کہ حضرت مولانا رومؒ کی زوجہ محترمہ نے ان سے پوچھا کہ آپ نماز میں اس قدر آہ و زاری کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا عبادت میں قصور و تقصیر کی وجہ سے میں خدا تعالیٰ سے رو کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ اے اللہ میری ہمت تو ایسی ہی نماز پڑھنے کی ہے' میرے قصور کو معاف کر دے۔

Marfat.com

روزہ اور صوفیہ:

روزہ انسان کو ملایکہ کی صفت کے قریب کر دیتا ہے، اسی حوالے سے نجم الدین رازی مرصاد العباد میں فرماتے ہیں کہ کھانا حیوانی خصوصیت ہے اور نہ کھانا ملایکہ کی صفت بھی ہے اور خدا تعالیٰ کی صفت بھی۔ روزہ سے انسان حیوانی صفات ترک کر کے اخلاق حق اختیار کرتا ہے، اسی لیے اللہ کا فرمان ہے الصوم لی و انا اجزی بہ یعنی روزہ خاص میرے لیے ہے، ہر طاعت کی جزا جنت ہے لیکن روزہ کی جزا اللہ کے اخلاق سے موصوف ہونا ہے۔

تصوف میں روزہ غیر حق سے باطنی اور ظاہری توجہ ہٹانے کا نام ہے' صوفیہ کی نظر میں روزے کی تین قسمیں ہیں: پہلا عوام کا روزہ ہے جس میں روزہ افطار کرنے کا انتظام بھی ہے' انتظار شام بھی ہے اور خشکی کام بھی۔ سالک کا روزہ دل کا روزہ ہے' اور کاملین کا روزہ ان دونوں سے بھی برتر ہے۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے فرمایا تھا کہ جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان' آنکھ' زبان اور ہاتھ الغرض تمہارا ہر عضو روزہ دار ہونا چاہیے اور نیز یہ بھی فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔۔۔ ایک صوفی صاف دل کا قول ہے کہ روزہ تین طرح کا ہے: نفس کا روزہ' حرام چیزوں سے پرہیز کرنا' عقل کا روزہ خواہشات کی مخالفت کرنا' روح کا روزہ امیدوں اور آرزوؤں کو کوتاہ کرنا ہے۔۔۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ

Marfat.com

صبر نصف ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے ___ قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہے: بیشک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب (سورہ ۳۹ آیت ۱۰) اس آیت کی تفسیر میں مشائخ نے فرمایا ہے کہ: یہاں صابروں سے مراد روزہ دار ہیں ___ روزہ واحد عبادت ہے جس میں ظاہرداری نہیں سماتی یعنی اس عبادت کا علم دوسروں کو نہیں ہوتا صرف روزہ دار جانتا ہے کہ وہ روزے سے ہے، جب تک روزہ دار خود دوسروں کو نہ بتائے کوئی نہیں جانتا کہ وہ روزہ سے ہے، اسی لئے اس کا ثواب بھی بے حساب ہے۔ نجم الدین کبریٰ ؒ نے السایر والحایر میں روزے کے بہت سے فائدے گنوائے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) روزہ رکھنے والا فرشتوں سے مشابہت رکھتا ہے کہ جس طرح فرشتے کچھ نہیں کھاتے روزہ دار بھی کچھ نہیں کھاتا (۲) نفس امارہ جو کہ دشمن حق ہے روزہ دار اس کی مخالفت کرتا ہے (۳) روزہ دار مقام خاص حاصل کرتا ہے جو اس حدیث میں ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ (۴) دوزخ اور شیطان کے خلاف روزہ دار ڈھال حاصل کرتا ہے کہ حدیث پاک ہے الصوم جنتہ ...... یعنی روزہ ڈھال ہے (۵) روزہ دار مخلصین کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ روزہ وہ عبادت ہے جس میں ریا اور ظاہرداری نہیں سماتی (۶) روزہ دار دو خوشیاں حاصل کرتا ہے: ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری دیدار حق کی شادمانی

Marfat.com

قیامت کے دن (۷) روزے سے روزے دار کو تندرستی حاصل ہوتی ہے (۸) روزہ دار لغویات اور بے ہودہ باتوں سے بچ جاتا ہے۔

ایک روز شقیق بلخیؒ اور ابوتراب نخشیؒ حضرت بایزیدؒ کے پاس آئے' کھانا آ گیا' کھانا شروع ہوا تو حضرت ابوترابؒ نے حضرت بایزیدؒ کے مرید سے کہا (جو حضرت کا خادم خاص تھا) کہ ہمارے ساتھ تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ' اس نے کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ حضرت ابوترابؒ نے کہا کہ کھانا کھاؤ ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملے گا' کہنے لگا کہ میں روزہ نہیں توڑوں گا' حضرت شقیق بلخیؒ نے کہا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ ایک سال کے روزوں کا ثواب لے لو' اس نے کہا کہ میں روزہ نہیں توڑوں گا' حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یہ تو راندۂ درگاہ حق ہے۔ کچھ عرصہ نہیں گذرا کہ وہ مرید چوری میں پکڑا گیا اور اس کے دونوں ہاتھ قلم کر دیئے گئے۔ حضور ﷺ نے نفلی روزہ متواتر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

زکوٰۃ اور صوفیہ:

حضورؐ کا فرمان ہے الزکوٰۃ قنطرۃ الاسلام۔ یعنی زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔ زکوٰۃ درحقیقت حیوانیت سے پاک ہونے کا نام ہے کہ حیوان کی صفت ہے کہ وہ مال جمع کرتا ہے' کسی کو کچھ دیتا نہیں۔ انسان کے لیے جمع کرنا بھی لازم ہے کہ ضرورت انسانی ہے کہ وہ جمع کرے تاکہ بوقت ضرورت اس کا اندوختہ

Marfat.com

کام آئے اور غربا و مساکین کو زکوٰۃ بھی دے۔ لیکن اگر انسان زکوٰۃ نہ دے تو وہ حیوانیت کی صفت سے بلند نہیں ہو سکتا' اس پر حیوانیت غالب رہے گی۔ عطاو بخشش صفات حق ہیں' انسان جب زکوٰۃ دیتا ہے تو گویا حق سے موصوف ہوتا ہے ___ نجم الدین رازی مرصاد العباد میں فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ صفت حیوانی سے نفس کا پاک ہونا ہے، چونکہ صفت حیوانی یہ ہے کہ مال و دولت جمع کرے اور کسی کو نہ دے۔ آدمی ضروری طور پر مال و دولت جمع کرتا ہے اور اگر اس میں سے کسی کو کچھ نہ دے تو صفت حیوانی کی گندگی میں ہی رہے گا ___ صوفیہ کی نظر میں عوام کی زکوٰۃ حفاظت مال کے لئے ہوتی ہے' عابدوں کی زکوٰۃ اللہ کے حکم کی پیروی ہوتی ہے یعنی نصاب کے مطابق زکوٰۃ ادا کرتے ہیں' سالک کی زکوٰۃ یہ ہے کہ سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کر دے اور صرف پانچواں حصہ اپنے پاس رکھے اور کاملین کی زکوٰۃ ہے "خودی را دادن و خدارا داشتن" یعنی خودی کو دینا اور خدا کو رکھنا ___ ایک شخص نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا کہ دو سو درہم پر کتنی زکوٰۃ واجب ہے؟ آپ نے پوچھا کہ مذہب فقہا کے مطابق پوچھتے ہو یا مذہب فقرا کے مطابق! ___ اس نے کہا دونوں کے مطابق بتائیے ___ ارشاد ہوا کہ فقہا کا مذہب تو یہ ہے کہ مسلمان اس رقم پر سال گزرنے کے بعد پانچ درہم زکوٰۃ دے اور فقرا کا مذہب یہ ہے کہ سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دے اور جان عزیز شکرانے کے طور پر پیش کرے ___ حضرت

Marfat.com

ابوالعباس نہاوندیؒ کے ایک مرید نے جو بہت مالدار تھا آپ سے پوچھا کہ یا شیخ میں زکوٰۃ کسے دوں؟ آپ نے فرمایا کہ جس پر تمہارا دل ٹکے اس کو دے دو' وہ مرید گیا ایک فقیر کو سر راہ دیکھا نابینا پریشان حال تھا اور بھیک مانگ رہا تھا' اس کے دل میں آیا کہ واقعی یہ شخص ہے جو صحیح ضرورت مند ہے' اس نے جیب میں سے سونے کے سکے نکالے اور نابینا فقیر کو دے دیئے۔ فقیر اشرفیاں پا کر بہت خوش ہوا' اگلے روز اتفاق سے اسی راستے سے گزر رہا تھا وہ اندھا فقیر ایک دوسرے اندھے فقیر سے کہہ رہا تھا کہ کل ایک امیر آدمی یہاں سے گزرا اس نے مجھے سونے کی اشرفیاں دیں' میں سیدھا یہاں سے شراب خانے میں گیا' شراب پی اور فلاں مطربہ کے ساتھ رات بھر داد عیش دی۔ مرید سیدھا شیخ کے پاس آیا ابھی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ حسب معمول شیخ نے ٹوپی بیچی تھی' ایک درہم جیب میں تھا مرید کو دیا اور کہا جاؤ راستے میں جو شخص سب سے پہلے ملے اسے دے دو۔ مرید نے وہ درہم لیا اور چلا گیا' راستے میں سب سے پہلے ایک علوی سے ملاقات ہوئی۔ علوی نے وہ درہم لیا اور اپنی راہ اختیار کی' مرید کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس علوی کے پیچھے چلنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ یہ اس درہم کا کرتا کیا ہے؟ سو مرید اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا' علوی ایک ویرانے میں گیا ایک مردہ کبوتر جو اپنے دامن میں چھپایا ہوا تھا نکالا اور پھینکا' ویرانے سے باہر آ گیا۔ مرید نے کہا اے جوانمرد تجھے خدا کی قسم بتا کہ معاملہ کیا ہے؟ یہ مردہ کبوتر تو نے کیوں پھینکا؟ علوی

Marfat.com

نے کہا کئی روز سے میرے اہل وعیال بھوکے ہیں' میں تو صبر کرلوں لیکن بچے صبر نہیں کرتے سو میں یہ مردہ کبوتر گھر لے جارہا تھا تاکہ بچے کھائیں' کسی سے مانگ سکتا نہیں تھا' اللہ ہی سے درخواست تھی کہ تو ہی سب کچھ جانتا ہے' میں اس حال میں تھا کہ تو نے یہ درہم مجھے دے دیا' جب مجھے یہ حلال کی روزی مل گئی تو یہ مردہ پرندہ میں نے پھینک دیا' مرید نے جب یہ سنا تو بہت حیران ہوا' شیخ کے پاس پہنچا' اس سے پہلے کہ وہ شیخ سے کچھ کہے شیخ نے فرمایا کہ اے شخص تو لوگوں کے ساتھ کاروبار کرتا ہے' ظالموں کے ساتھ خرید و فروخت کرتا ہے' وہ مال جو تیرے پاس آتا ہے وہ حرام کا ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ بھی اسی آدمی کے پاس جاتی ہے جو پیسے کو شراب میں ضائع کرتا ہے' اصل مسئلہ معاملے کا ہے یہ درہم جو میں نے کسب حلال سے پیدا کیا وہ علوی کے پاس پہنچا اور مستحق کو ملا۔

حج اور صوفیہ:

نجم الدین رازی فرماتے ہیں کہ حج اس بات کا اشارہ ہے کہ حق کی طرف مراجعت کی جائے یعنی اللہ کی طرف لوٹا جائے، پس خواہش اور لالچ کو دل سے باہر نکال دو، پھر دل کی حرم گاہ میں پہنچو، انابت (توبہ) کے پانی سے غسل کرو، بشریت کے لباس کو اتار دو اور عبودیت کے احرام کو پہن لو اور عاشقوں کی طرح لبیک کہتے ہوئے معرفت کے عرفات میں آؤ، عنایتِ الٰہی کے جبل الرحمت سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی قربت کے حرم میں قدم رکھو اور مشعر الحرام میں شعار بندگی

Marfat.com

اختیار کر کے اللہ کی ثناء کرو اور وہاں سے منائے منیتِ من میں آؤ اور اس قربان گاہ میں نفس کو قربان کرو، پھر کعبۂ وصال کی طرف رخ کرو اور وہاں پہنچ کر طواف کرو جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ کے گرد گھومو، اپنے گرد مت گھومو (یعنی اپنے نفس کے گرد مت گھومو)، حجر اسود جو تیرا دل ہے اس کے ساتھ اللہ کا عہد تازہ کرو، مقام ابراہیم جو اللہ کی دوستی کا مقام ہے، وہاں پہنچو، دو رکعت نماز ادا کرو، مزدوروں کی طرح جنت و دوزخ کے حصول کے لیے بندگی نہ کرو بلکہ عاشقان حق کی طرح صرف عشق الٰہی کے لیے کرو، اس کے بعد وصال حق کے کعبے میں آؤ اور اپنے آپ کو دروازے کی زنجیر کی طرح سمجھو اور بے خودی کے عالم میں اندر آؤ کیونکہ خودی سے خوف اور حجاب پیدا ہوتا ہے اور بے خودی سے امنِ وصل حاصل ہوتا ہے۔ ومن دخله کان آمنا (یعنی جو اُس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا) (سورہ ۳، آیت ۹۷)۔

شمس تبریزیؒ فرماتے ہیں کہ کعبۂ گل یعنی مٹی سے بنا ہوا کعبہ حضرت ابراہیم خلیلؑ نے بنایا تھا اور کعبۂ دل رب جلیل کا بنایا ہوا ہے۔ وہ آب و گل (پانی اور مٹی) سے اور یہ جان و دل سے ہے۔ کاملین کا حج اپنی ذات کی زیارت ہے کہ جس نے خود کو جان لیا اس نے خدا کو جان لیا ____ ابوالحسن خرقانیؒ کا قول ہے کہ کچھ لوگ کعبے کا طواف کرتے ہیں، کچھ آسمان پر بیت معمور کا طواف کرتے ہیں اور کچھ عرش کا طواف کرتے ہیں لیکن جوان مرد اس کی یکتائیت کا طواف کرتے

Marfat.com

ہیں ___ خواجہ معین الدین چشتیؒ کا قول ہے کہ حاجی قالب کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور عارف قلب کے ساتھ عرش کے گرد طواف کرتا ہے (سیر الاولیاء مرتبہ سید مبارک علوی) ___ صوفیہ کی نظر میں حج تین طرح کے ہیں' ایک حج شریعت میں ہے' ایک طریقت میں ہے اور ایک حقیقت میں ہے۔ شریعت میں جو حج ہے وہ تو عام حج ہے یعنی خدا کے اس گھر کی زیارت کرنا جو آفاق میں ہے اور وہ حج جو طریقت میں ہے وہ خدا کے اس گھر کی زیارت کرنا ہے جو انفس میں ہے یعنی خود انسان کے قلب میں ہے' یعنی اپنی ذات کی شناخت' عام حج میں ظاہری سفر ہے' طریقت کے حج میں باطنی سفر ہے اور وہ حج جو حقیقت میں ہے اس میں خداوندِ خانہ تک پہنچنا ہے۔ حج شریعت میں اپنے شہر کو چھوڑنا ہوتا ہے' حج طریقت میں اپنے ظاہر کو چھوڑنا ہوتا ہے اور حج حقیقت میں اپنی ہستی کو یعنی اپنی ذات کو چھوڑنا اور خدا کو پانا ہوتا ہے۔

ایک دن مولانا رومیؒ نے معین الدین پروانہؒ سے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے چار قبلوں کی خدمت کرو۔ معین الدین پروانہؒ نے آداب بجالا کر کہا کہ حضور ہم تو ایک قبلہ کو جانتے ہیں یہ دوسرے تین قبلے کونسے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اول قبلۂ نماز ہے' دوم آسمان جو قبلۂ دعا ہے' جب پریشانی ہوتی ہے تو ہم قبلۂ دعا کی طرف رخ کرتے ہیں اور رو رو کر اپنی حاجتیں مانگتے ہیں' تیسرا قبلۂ حاجات درماندگان اور پناہگاہ مظلومان ہے جب کوئی مظلوم اور مصیبت زدہ تمہارے پاس

آتا ہے تو تم اس کی ضرورت پوری کرتے ہوتا کہ حق تعالیٰ تمہاری دینی اور دنیاوی ضرورتیں پوری کرے:

تا توانی درون کس مخراش کاندرین راہ خارھا باشد
کار درویش مستمند برآر کہ ترا نیز کار ہا باشد

یعنی جہاں تک ہو سکے کسی کا دل نہ دکھاؤ کہ یہ راستہ یعنی دل دکھانا بہت خطرناک ہے' دوسروں کے کام آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے کام بنائے گا ____ چوتھا قبلہ مردان خدا کا دل ہے جو تمام قبلوں سے بلند تر ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی" کا قول ہے کہ قبلے پانچ ہیں:

(۱) کعبہ کہ مومنین کا قبلہ ہے (۲) بیت المقدس کہ جو پچھلی امتوں کا قبلہ تھا (۳) بیت المعمور جو آسمان میں فرشتوں کا قبلہ ہے (۴) عرش جو قبلۂ دعا ہے (۵) جوانمردوں کا قبلہ خدا ہے کہ فاینماتو لو ا فثم و جہ اللہ (جس طرف بھی رخ کرو گے اللہ تعالیٰ ہی ملے گا) (سورہ ۲' آیت ۱۱۵)

حضرت عبداللہ بن مبارک" کا یہ معمول تھا کہ ایک سال حج کرتے' دوسرے سال شریک جہاد ہوتے اور تیسرے سال تجارت کرتے اور جو نفع تجارت سے حاصل ہوتا وہ مستحقین میں تقسیم کرتے ____ حضرت بایزید بسطامی" سفرِ حج میں چند قدموں کے بعد دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے آپ فرمایا کرتے تھے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں

Marfat.com

جہاں انسان براہ راست پہنچ جائے ___ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حج کے لئے جا رہا تھا' ایک شخص مجھے راستہ میں ملا' پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا حج کو جا رہا ہوں، پوچھا تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں؟ میں نے کہا دو سو درہم' اس نے کہا لاؤ مجھے دو کہ صاحب اولاد ہوں اور حاجتمند ہوں' سات بار میرا طواف کرو تمہارا حج یہی ہے' آپ نے ایسا ہی کیا اور وہ رقم لے کر رخصت ہوا ___ عبداللہ بن مبارکؒ فراغتِ حج کے بعد بیت اللہ میں سو گئے' خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے باہم گفتگو کر رہے ہیں' ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ اس سال کتنے لوگ حج میں شریک ہوئے اور کتنے افراد کا حج قبول ہوا؟ دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ لوگوں نے فریضہ حج ادا کیا لیکن ایک فرد کا بھی حج قبول نہیں ہوا سوائے دمشق کے ایک موچی علی بن موفق کے جو حج میں تو شریک نہیں ہو سکا لیکن خدا نے اس کا حج قبول فرما کر اس کے طفیل میں سب کا حج قبول کر لیا' یہ خواب دیکھ کر بیداری کے بعد عبداللہ بن مبارکؒ موچی سے ملاقات کرنے دمشق پہنچے اور ملاقات کے بعد اس سے حج کا واقعہ دریافت کیا' اس موچی نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ بہت عرصے سے میرے دل میں حج کی تمنا تھی اور میں نے اسی نیت سے تین سو درہم بھی جمع کر لئے تھے لیکن ایک دن میرے پڑوسی کے گھر سے کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ ان کے ہاں سے تم بھی کھانا مانگ لاؤ کہ ہم بھی کھالیں چنانچہ میں نے اس سے جا کر کہا کہ آج آپ نے

Marfat.com

جو کچھ پکایا ہے ہمیں بھی عنایت فرمادیں' پڑوسی نے کہا کہ جو کھانا میں نے پکایا ہے آپ کے کھانے کا نہیں' ہم لوگ کئی دن سے بھوکے تھے ہم نے مردہ گدھے کا گوشت پکایا ہے' یہ سن کر میں نے حج کے لیے اپنی جمع شدہ رقم اس کے حوالے کر دی اور خیال کیا کہ ایک مسلمان کی امداد میرے نفلی حج کے برابر ہے ___ ایک بزرگ حج کا قصد کر کے بغداد میں ابو حازم مکیؒ سے ملاقات کے لئے پہنچے' آپ آرام فرما رہے تھے کچھ دیر کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو اس شخص سے فرمایا کہ مجھے خواب میں حضورِ اکرمؐ کی زیارت کا شرف ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے کہ آپ اپنی والدہ کے حقوق کو نظر انداز نہ کریں کیونکہ ماں کے حقوق ادا کرنا حج کرنے سے زیادہ بہتر ہے لہذا واپس جایئے اور والدہ کی خوشی کا خیال رکھئے' چنانچہ وہ بزرگ حج کا قصد ترک کر کے واپس چلے گئے ___ ایک سیدزادے حج کے ارادے سے اپنے وطن گیلان سے چلے' بغداد پہنچے اور حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے' سلام کیا حضرت جنیدؒ نے پوچھا کہ کہاں سے تشریف لائے ہو؟ سیدزادے نے کہا گیلان سے پوچھا کس کے صاحبزادے ہو؟ جواب دیا کہ حضرت علیؑ کی اولاد میں سے ہوں ___ حضرت جنیدؒ نے کہا کہ آپکے جدامجد دو تلواروں سے جہاد کرتے تھے' ایک تلوار سے کافروں کے خلاف اور ایک تلوار سے نفس کے خلاف۔ تم کونسی تلوار سے جہاد کرتے ہو؟ یہ سن کر اس سیدزادے کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بولے یا شیخ میرا حج تو بس یہیں ہو گیا'

اب مجھے خدا کی طرف رہنمائی فرمائیے ___ آپ نے فرمایا سیدزادے یہ تمہارا سینہ خداوند تعالیٰ کا حرم خاص ہے جہاں تک ہو سکے اس حرم خاص میں کسی نامحرم کو داخل نہ ہونے دو ___ سیدزادے نے کہا بس حقیقت کو پالیا' توبہ کی اور جنیدؒ کے مرید ہو گئے ___ لوگوں نے حضرت رسول پاک ﷺ سے پوچھا تھا کہ خدا کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بندوں کے دل میں یعنی قلب مومن بیت اللہ ہے ___ صوفیہ کہتے ہیں کہ عوام حج کی راہ میں زروسیم صرف کرتے ہیں اور اہل حق جان و دل لٹاتے ہیں' یہ مقام کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے ___ حضرت ابراہیم ادہمؒ جب سفر حج پر روانہ ہوئے تو ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چودہ سال میں مکہ مکرمہ پہنچے' جب وہاں پہنچے تو خانہ کعبہ غائب تھا' آپ سمجھے کہ شاید میری بصارت ہی زائل ہو چکی ہے ___ غیب سے ندا آئی کہ بصارت زائل نہیں ہوئی بلکہ کعبہ ایک بڑھیا کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے ___ یہ سن کر آپ شرمندہ ہوئے، عرض کیا اے اللہ وہ کون ہستی ہے؟ ندا آئی کہ وہ بہت ہی عظیم المرتبت ہستی ہے۔ چنانچہ آپ نے نظر اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ سامنے سے حضرت رابعہ بصریؒ لاٹھی کے سہارے چلی آرہی ہیں اور کعبہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے ___

حضرت ابراہیم ادہمؒ نے حضرت رابعہ بصریؒ سے پوچھا کہ آپ نے نظام عالم کیوں درہم برہم کر رکھا ہے؟ جواب دیا کہ میں نے نہیں تم نے ایک ہنگامہ برپا کیا ہوا ہے جو چودہ سال میں کعبہ تک پہنچے ہو! حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا کہ میں

Marfat.com

ہر قدم پر دو رکعت نفل نماز پڑھتا ہوا آیا ہوں۔ حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ تم نے نماز سے فاصلہ طے کیا اور میں نے یہ فاصلہ نیاز سے طے کیا ہے پھر کعبہ تک پہنچی ہوں ____ ایک حاجی حج سے واپس آ رہا تھا راستے میں اسے نمک کی ضرورت ہوئی' اس نے اپنے غلام سے کہا کہ بنیئے سے کہو کہ میرا آقا حاجی ہے ذرا سا نمک دیدے' غلام نمک لے آیا' پھر آگے منزل پر پڑاؤ کیا' وہاں بھی نمک کی ضرورت ہوئی' پھر غلام سے کہا کہ جا بنئے سے جا کر کہو کہ میرا آقا حاجی ہے حج سے واپس آ رہا ہے اسے نمک چاہیے ذرا سا نمک دے دے' غلام نمک لے آیا' تیسری منزل پر پھر نمک کی ضرورت پڑی حاجی نے پھر غلام سے کہا کہ جا بنئے سے کہو کہ میرا آقا حاجی ہے نمک نہیں' ذرا سا نمک دیدے ____ غلام نے کہا حضور پہلی بار آپ کا حج فروخت کیا اور نمک لے آیا دوسری بار اپنا حج فروخت کیا اور نمک لے آیا' اب کوئی حج باقی نہیں رہا کہ بیچوں اور نمک لے آؤں۔

مختصراً یوں کہ صوفیہ کی نظر میں حج اپنی ذات سے حق کی طرف سفر کرنا ہے' زکوٰۃ خدا کی راہ میں مال اور جان صرف کرنے کو کہتے ہیں' جہاد خواہشات نفسانی کو مغلوب کرنے کا نام ہے' روزہ غیر حق سے توجہ ظاہری و باطنی ہٹا لینے کی ایک صورت ہے اور نماز دیدار حق ہے ____ صوفیہ کہتے ہیں کہ روزہ خلوۃ ہے' نماز جلوۃ ہے' روزہ عدم خواہشات نفس ہے اور نماز وجود تجلیاتِ حق ہے' یوں بھی کہا جاتا ہے کہ نماز صحت کا صدقہ ہے' جہاد جان کا صدقہ ہے' زکوٰۃ دولت کا صدقہ ہے' حج

Marfat.com

صداقت قدم ہے اور روزہ صداقت قلب ہے اور ان سب کا مجموعہ ریاضت و مجاہدۂ نفس ہے ___ ایک اہل دل صوفی کا قول ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں عبادات محض رسومات کا نام نہیں بلکہ ان کا مقصود بھی انسان سازی اور انسانیت آموزی ہے: نماز مساوات انسانی کا درس دیتی ہے' روزہ انسان میں دوسروں کی بھوک یا ضرورتوں کا احساس جگاتا ہے' زکوٰۃ دوسروں کی مالی احتیاج کے شعور کی آئینہ داری کرتی ہے اور حج وحدت ملی یا وحدت انسانی کے پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔

حج کے حوالے سے ایک اہل دانش صوفی کا کہنا ہے کہ:

۱۔ حج کا ایک پہلو اخلاقی ہے کہ جب حاجی احرام باندھ کر مراسم حج ادا کرتا ہے تو وہ ہر قسم کے ظاہری امتیازات، فخر و مباہات کے اسباب سے پاک ہو کر بندۂ حق بن جاتا ہے۔ مراسمِ حج حضرت ابراہیم بت شکن، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اور حضرت ہاجرہ کی جدوجہد سے پُر اور پاکیزہ زندگی کو ایک سچے حاجی کی نگاہوں میں منقش اور اس کے دل میں جاگزین کر دیتے ہیں۔ یوں وہ ایک نئی زندگی سے آشنا ہوتا ہے گویا اسے صوفیہ کی زبان میں ''تولّدِ ثانی'' حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ حج کا ایک پہلو سیاسی بھی ہے جو ملت اسلام اور خلق خدا سے وابستہ ہے۔ حج مسلمانوں میں ہر قسم کے تعصبات و تفریقات کو ختم کرنے اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا بہت اہم اور موثر ذریعہ بن سکتا ہے بشرطیکہ اس سمت میں پُر خلوص

Marfat.com

جذبۂ اسلامی سے کام کیا جائے۔اتحادِ اسلامی میں سب سے بڑی رکاوٹ فقہی اختلافات ہیں۔فقہی اختلافات کو اگر ختم نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم اُن کو کم کیا جا سکتا ہے اور مذہبی تعصبات (جو جنگ و جدل کا بھی روپ دھار لیتے ہیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے بہت بڑی تباہی کا سبب بنتے ہیں) کے حوالے سے غیر مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے فقہ کے مطابق عقیدہ رکھے لیکن اُسے یہ اختیار نہیں کہ وہ دوسروں کو اپنا عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور کرے یا دوسرے فرقہ والوں سے جنگ کرے یا دوسروں کے عقاید پر تنقید کرے یا دوسرے فرقے کے بزرگوں پر لعنت ملامت کرے۔البتہ معاملات میں قانونِ اسلامی پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور معاملات میں قانون اسلامی پر سختی سے عمل کرانا، معاشرتی عدل کو بلاتفریقِ فرقہ و مذہب تمام خلقِ خدا کے لیے رائج کرنا اسلامی حکومتِ وقت کا فرضِ منصبی ہے۔مختصر یوں کہ ہر مسلمان اپنے عقیدے کے غلط یا صحیح ہونے یا حقوق اللہ کے بارے میں صرف خدا کو جوابدہ ہے لیکن وہ معاشرتی معاملات یا حقوق العباد میں کوتاہی کے حوالے سے معاشرے اور خدا دونوں کی نظر میں مجرم اور گناہگار ہے۔

۳. حج کا ایک پہلو اقتصادی بھی ہے۔حج سے مسلمانانِ عالم میں اقتصادی روابط استوار کیے جا سکتے ہیں، فرمان حق ہے کہ تمہارے لیے یہ بات بری نہیں کہ حج کے زمانے میں کسبِ معاش کر کے فضلِ خدا یعنی روزی حاصل کرو۔لیس علیکم جناحٌ اَن تبتغوا فضلاً من ربکم (سورہ۲، آیت ۱۹۸) نیز یہ آیت بھی لیشھدوا منافع لھم (سورہ۲۲، آیت ۲۸) بھی اس پر شاہد ہے۔

۴. حج کا ایک پہلو معاشرتی عدل سے متعلق بھی ہے، سارے جہان سے

مسلمان مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ جاتے ہیں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر کے حج اور عمرہ کرتے ہیں، اگر ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے سے ایک تھوڑی سی رقم، چاہے وہ صرف ایک ہزار روپیہ ہی ہو، لی جائے اور یہ رقم جو اربوں روپے ہوگی دنیا کے نادار اور غریب مسلمانوں کی فلاح وصلاح کے لیے منظم انداز میں، شفاف طریقے سے بلاتفریقِ فقہ وعقیدہ خرچ کی جائے تو ملت اسلام میں ایک عظیم معاشی اور معاشرتی انقلاب آسکتا ہے ـــــ ہاں البتہ یہ بھی ہے "انّ فی ذالک لآیۃ لِقوم یتفکرون" یعنی اِس میں تو اُس قوم کے لیے دلیل ہے جو سوچتی ہے اور غور وفکر کرتی ہے (سورہ النحل، آیت ۱۱)۔

عزیز الدین نسفی "کتاب "الانسان الکامل" میں درویشوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ریاضت وعبادت نام ونمود کے لیے نہیں کرنی چاہیے۔ درویش کو چاہیے کہ بقدرِ ضرورت عبادت کرے اور خداشناسی کے بعد طہارتِ نفس حاصل کرے اور دوسروں کے لیے آزارِ جان نہ بنے بلکہ راحت رسان بنے کہ انسان کی نجات اسی میں ہے' انسانوں کو راحت پہنچانا سب سے بڑی عبادت ہے اور حقیقت میں تصوف تمام تر انسانیت' انسان دوستی اور حسنِ خُلق ہے ـــــ اسلام کا مقصود بھی ایسے معاشرے کا قیام ہے جس میں سب لوگ ایک دوسرے کے لیے باعثِ رحمت ہوں کہ اہلِ اسلام کا خدا رحمٰن ورحیم ہے، پیغمبر رحمۃ للعالمین ہے اور قرآن رحمت وشفا کا پیغام ہے۔

ونُنزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین (سورہ ۱۷، آیت ۸۲)

Marfat.com

مآخذ

ابن عربی، محی الدین: شجرۃ الکون، اردو ترجمہ صوفی محمد صدیق بیگ قادری، علی برادران، فیصل آباد، ۱۹۸۵ء۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ :فتوحات مکیہ، ترجمہ صایم چشتی، علی برادران، فیصل آباد، ۱۹۸۶ء۔

ابوالفرج ابن جوزی: تلبیس ابلیس، ترجمہ فارسی از علی رضا ذکاوتی، مرکز نشر دانشگاہی، تہران، ۱۳۶۸ھ۔

ابوالکلام آزاد: حقیقت الصلوٰۃ، مکتبۂ جمال، لاہور، ۲۰۰۳ء۔

۔ ۔ ۔ ۔ :تذکرہ، مطبوعہ لاہور۔

ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی: مکاتیب بہ اہتمام نذیر احمد، تہران، ۱۳۶۲ھ۔

ابوالمکارم احمد بن محمد بیابانکی المعروف علاؤالدولہ سمنانی: چہل مجلس مرتبہ امیر اقبال سجستانی، با مقدمہ نجیب مایل ہروی، تہران، ۱۳۶۶ھ۔

ابوعثمان ہارونی: انیس الارواح، مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی، لکھنؤ، ہند، ۱۳۰۱ھ۔

ابویوسف ھمدانی: رتبۃ الحیات، تصحیح محمد امین، تہران، ۱۳۶۲ھ۔

ابی سعید ابوالخیر: اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید، مرتبہ محمد بن منور، تصحیح شفیعی کدکنی، تہران، ۱۳۶۱، ۱۳۷۶ش۔

اردستانی، پیر جمال الدین: مرآۃ الافراد، تصحیح ڈاکٹر حسین انیسی پور، انتشارات زوّار، ایران، ۱۳۷۱ھ۔

الافلاکی الغارفی، شمس الدین احمد: مناقب العارفین، تصحیح تحسین یازیجی، دنیای کتاب، تہران، ۱۳۶۲ش۔

الخاقانی، نورالدین محمد قاضی: اخلاق جہانگیری، نسخہ خطی مملوکہ شعبہ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

السہروردی، ضیاء الدین ابونجیب: آداب المریدین، ترجمان عمر بن محمد بن احمد شیرکان، تصحیح نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، ۱۴۰۴ھ۔

الطوسی، احمد بن محمد: الھدیۃ السعدیۃ فی معان الوجدیہ، بہ اہتمام احمد مجاہد، ۱۳۷۳ھ ش۔

العبادی المروزی، قطب الدین ابوالمظفر بن اردشیر: مناقب الصوفیہ با مقدمہ نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، ایران، ۱۴۰۳ھ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ :صوفی نامہ، التصفیہ فی احوال المتصوفہ، با تصحیح غلام حسین یوسفی،

Marfat.com

انتشارات محمد علی علمی، چاپ دوم، تہران ۱۳۶۸ھ ش۔
اللہ یار خان: دلائل السلوک (البیان فی مسائل السلوک والاحسان) مرتبہ عبدالرزاق ادارہ نقشبندیہ، چکوال، سال ندارد۔
رشید احمد گنگوہی، امداد السلوک، نسخہ خطی مملوکہ ظہیر احمد صدیقی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔
بخاری، صلاح بن مبارک: انیس الطالبین وعدۃ السالکین، بہ تصحیح ڈاکٹر خلیل ابراھیم صاری اوغلی، بہ کوشش ڈاکٹر توفیق سبحانی، سازمان انتشارات گیہان، ایران، ۱۳۷۱ش۔
بدوی، عبدالرحمٰن: تاریخ تصوف اسلامی، ترجمہ ڈاکٹر محمود رضا افتخار زادہ، ایران، ۱۳۷۵ش۔
بیابانگی، شیخ رکن الدین ابوالکارم احمد بن محمد، معروف بہ علاء الدولہ سمنانی: چہل مجلس یا رسالۂ اقبالیہ، مرتبہ امیر اقبال شاہ بن سابق سجستانی، با مقدمۂ نجیب مایل ہروی، تہران، ۱۳۶۶ھ۔
پناھی، دکتر مین: اخلاق عارفان، انتشارات روزنہ، تہران، ۱۳۷۸ھ۔
تھانوی، مولانا اشرف علیؒ: مقالات صوفیہ، اردو ترجمہ مفتی محمد شفیع، دارالاشاعت، کراچی، ۱۳۵۵ھ۔
تھانیسری، جلال الدین محمود: ارشاد الطالبین، نسخہ خطی، کتابخانہ مجلس شورای ملی، نمبر ۱۰۶۸۶۔
جامی، نورالدین، عبدالرحمٰن: نفحات الانس من حضرات القدس، با مقدمہ مہدی توحیدی پوری، انتشارات کتابفروشی محمودی، تہران، ۱۳۳۶ھ۔
جلال الدین دوانی: اخلاقِ جلالی، نولکشور، لکھنؤ، ہند، ۱۳۳۴ھ ق۔
جلال ہمائی: غزالی نامہ، تہران، ۱۳۱۸ھ۔
جندی، موید الدین: نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح، با تصحیح نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، تہران، ۱۴۰۳ھ ق۔
چشتی، خواجہ معین الدین: دلیل العارفین، مرتبہ بختیار کاکیؒ، مطبع منشی نول کشور، کانپور ھند، ۱۸۸۹ء۔
حسام الدین مانکپوری: انیس العاشقین، دہلی، ہند، ۱۳۱۰ھ۔
حمویہ سعد الدین: المصباح فی التصوف، با مقدمہ نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، ۱۴۰۳ھ۔
خانقاہی، ابوالنصر طاہر بن محمد: گزیدہ در اخلاق وتصوف، بہ کوشش ایرج افشار، شرکت انتشارات علمی، فرہنگی، ایران چاپ دوم، ۱۳۷۴ھ۔

Marfat.com

خباز کشمیری، محمد حسین: ہدایت الاعمیٰ، نسخہ خطی مملوکہ شعبہ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔
خلاصۃ العارفین: احوال و آثار شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی، بکوشش شمیم زیدی، اسلام آباد، ۱۳۵۳ھ۔
ذوقی، سید محمد: سرّ دلبران، کراچی، ۱۳۸۸ھ۔
رازی، نجم الدین: ابوبکر عبداللہ بن محمد بن شاھاور الاسدوی: مرصاد العباد من المبدأ الی المعاد، بہ اہتمام حسین الحسینی النعمت اللّٰھی، سازمان انتشارات سنائی۔
رشید الدین فضل اللہ: مکاتیب رشیدی، تصحیح مولوی محمد شفیع، لاہور، ۱۳۶۷ھ۔
رومی، جلال الدین: مثنوی، مرتبہ نکلسن۔
〃　〃　〃: فیہ مافیہ، مرتبہ فروزانفر، تہران، ۱۳۶۱ھ۔
زرین کوب، ڈاکٹر عبدالحسین: مقالہ ادبیات عرفانی ایران و ارزش انسانی آن، دانشکدۂ ادبیات و علوم انسانی، شمارہ ۷۷، اسفند ماہ ۱۳۵۰ش۔
زیدی، شمیم: احوال و آثار شیخ بہاء الدین و خلاصۃ العارفین۔
ژندہ پیل، احمد جام نامقی: منتخب سراج السائرین، بہ تصحیح ڈاکٹر علی فاضل، موسسہ چاپ و انتشارات آستانہ قدس رضوی، مشہد، ایران، ۱۳۶۸ھ۔
سعید نفیسی: سرچشمہ تصوف در ایران، انتشارات فروغی، تہران ۱۳۷۱ش۔
سمعانی، شہاب الدین احمد: روح الارواح، فی شرح اسماء الملک الفتاح، مرتبہ نجیب مایل ھروی، تہران، ۱۳۸۴۔
سہروردی، شیخ شہاب الدین: عوارف المعارف، ترجمہ ابو منصور بن عبدالمومن اصفہانی، بہ اھتمام قاسم انصاری، تہران ۱۳۷۴ش۔
سید جلال الدین بخاری: مخدوم جہانیان، خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم، مرتبہ سید علاؤالدین بن سعد بن علی القریشی حسینی، تصحیح غلام سرور۔
〃　〃　〃: خزانۃ الفوائد الجلالیہ، بکوشش احمد بن مدعو بہ بھا بن یعقوب، نسخہ خطی مملوکہ پروفیسر رانا محمد سرور۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہ: انفاس العارفین، ترجمہ اردو سید محمد فاروق القادری، المعارف، لاہور ۱۳۹۱ھ۔
شبلی نعمانی، مولانا: الغزالی، تاج بک ڈپو، لاہور، ۱۹۰۱ء۔
شرف الدین یحییٰ منیری: مکتوبات جوابی، نول کشور، کانپور، ۱۹۱۰ء۔
شمس تبریزی، شمس الدین محمد: مقالات شمس تبریزی، با مقدمہ محمد علی موحد، ایران، ۲۵۳۶ شاھی۔
شیخ الاسلام احمد جام نامقی: سراج السائرین، تصحیح علی فاضل، مشہد، ۱۳۶۸ھ۔
صاین الدین ترکہ: اطوار ثلاثہ، با مقدمہ حسین داؤدی، بحوالہ مجلۂ معارف دورۂ نہم شمارہ ۲، ۱۳۷۱ھ۔
صدیقی، ڈاکٹر ظہیر احمد: تصوف اور تصورات صوفیہ، لاہور، ۲۰۰۸م۔
〃 〃 〃: اخلاقیات ایرانی ادبیات میں، لاہور، ۲۰۰۳م۔
صفا، ڈاکٹر ذبیح اللہ: مقدمہ ای بر تصوف، ایران، ۱۳۷۱ش۔
ضیاء الدین نخشی: سلک السلوک، تصحیح غلام علی آریا، تہران، ۱۳۶۹ھ۔
طوسی، ابو نصر سراج: اللمع فی التصوف، ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، اسلام آباد، ۱۹۹۶ء۔
ابو القادر جیلانی: مکتوبات، نول کشور، کانپور، ہند، ۱۹۱۰ء۔
عبد اللہ انصاری: سخنان پیر ہرات، بہ کوشش ڈاکٹر محمد جواد شریعت، تہران ۱۳۷۶ش۔
〃 〃 〃 〃: مجموعۂ رسائل، بہ اہتمام محمد شیروانی، ایران، ۱۳۵۲ش۔
〃 〃 〃: کشف الاسرار (دہ جلدی) (خلاصہ تفسیر ادبی عرفانی قرآن مجید) تالیف امام احمد میدی، چاپ دانتشارات اقبال، تہران، ایران، ۱۳۷۱ھ۔
〃 〃 〃: منازل السائرین، ترجمہ روان فرہادی، ایران، ۱۳۶۱ھ۔
〃 〃 〃: مناجات، تصحیح حامد ربانی، تہران، ۱۳۶۱ھ
〃 〃 〃: رسائل، تصحیح سلطان حسین تابندہ گنابادی، تہران۔
عطار، شیخ فرید الدین: تذکرۃ الاولیا، مرتبہ محمد خان قزوینی، تہران، ۱۳۳۶ھ۔
عنصر المالک کیکاؤس: قابوس نامہ، بہ مقدمہ سعید نفیسی، تہران، ۱۳۱۲ھ ش۔
عوفی، نور الدین محمد بن محمد: جوامع الحکایات، (منتخب جوامع الحکایات) بنگاہ علمی، تہران، ایران، ۱۳۷۶ھ۔

عین القضاۃ ھمدانی، ابوالعالی عبداللہ بن محمد بن علی: تمہیدات، با مقدمہ عفیف عسیران، کتاب خانۂ منوچہری، ایران۔

غزالیؒ امام محمد: احیاء العلوم، ترجمہ اردو از محمد احسن صدیقی، کراچی۔

" " " : کیمیای سعادت، تصحیح احمد آرام، انتشارات گنجینہ، تہران، ۱۳۳۳ھ۔

" " " : منہاج العابدین، ترجمہ عمر بن عبدالجبار سعدی ساوئی، تصحیح احمد شریعتی انجمن اسلامی حکمت وفلسفہ ایران، تہران، ۱۳۵۹ھ۔

" " " : فضائل الانام من رسایل حجۃ الاسلام (مکاتیب غزالی) تصحیح عباس اقبال، تہران، ۱۳۳۳ھ۔

غلام فرید، خواجہ: مقابیس المجالس، (اشارات فریدی) مرتبہ رکن الدینؒ، ترجمہ واحد بخش سیال، صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور۔

غوث علی شاہ قلندر قادری: تعلیم غوثیہ مرتبہ سید شاہ گل حسن قلندر قادری، نفیس اکیڈیمی کراچی، ۱۹۷۶ء۔

قشیری، امام، عبدالکریم: رسالہ قشیریہ ترجمہ فارسی، با تصحیح بدیع الزمان فروزانفر، تہران، ۱۳۷۲ھ۔

قطب الدین بختیار اوشی کاکی: فوائد السالکین، مرتبہ فریدالدین گنج شکر، لاہور، ۱۳۳۰ھ۔

کاشانی، عزالدین: مصباح الھدایت ومفتاح الکفایت، تصحیح جلال الدین ھمائی، تہران ۱۳۶۲ش۔

کاشفی سبزواری، مولانا حسین واعظ: فتوت نامہ سلطانی، بہ اھتمام محمد جعفر محجوب، انتشارات بنیاد فرھنگ ایران، تہران، ۱۳۵۰ھ۔

کبریٰ، نجم الدین: الاصول العشرہ، ترجمہ فارسی، عبدالغفور لاری، بہ اھتمام نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، تہران ۱۴۰۴ھ ق۔

" " " : السائر والحائر، مطبوعہ تہران، ایران۔

لاھیجی، شیخ محمد: گلشن راز، (مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز) با مقدمۂ کیوان سمیعی، انتشارات سعدی، ایران، ۱۳۷۴ش۔

کرمانی، سید محمد بن مبارک علوی: سیر الاولیا، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۸ء۔

کلابادی، امام ابوبکر بن ابواسحاق بن یعقوب البخاری: کتاب تعرف، متن وترجمہ ڈاکٹر محمد جواد

Marfat.com

شریعت، انتشارات اساطیر، ایران، ۱۳۷۱ھ۔
لاھیجی، شیخ محمد: گلشن راز، (مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز) با مقدمۂ کیوان سمیعی، انتشارات سعدی، ایران، ۱۳۷۴ھ۔
مانک پوری، حسام الدین: انیس العاشقین، نسخۂ خطی مملوکہ ظہیر احمد صدیقی۔
مخدوم جہانیان جہان گشت، جلال الدین حسین بخاری: خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم، بہ اہتمام ڈاکٹر غلام سرور، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء۔
مسعود بک: مرآۃ العارفین، حیدر آباد دکن ہند، ۱۳۱۰ء۔
معصوم علی شاہ، محمد معصوم شیرازی: طرائق الحقایق، تصحیح محمد جعفر محجوب، کتابہ خانہ سنائی۔
میبدی، ابو الفضل رشید الدین: کشف الاسرار و عدۃ الابرار، معروف بہ تفسیر خواجہ عبداللہ انصاری، بکوشش علی اصغر حکمت، انتشارات امیر کبیر، ایران، ۱۳۶۱ھ۔
نسفی، عزیز الدین: کشف الحقایق، مرتبہ احمد مہدوی دامعانی بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، ایران، ۱۳۵۹ش۔
" " " " : کتاب الانسان الکامل، با مقدمہ ماریژن مولہ، کتابخانۂ طہوری، ایران، ۱۳۶۲ش، ۱۹۸۳م۔
نخشبی، ضیاء الدین: سلک السلوک با مقدمۂ ڈاکٹر غلام علی آریا، کتاب فروشی زوار، ایران، ۱۳۶۹ش۔
نجم الدین محمود بن سعد اللہ اصفہانی: مناہج الطالبین و مسالک الصادقین، بہ اہتمام نجیب مایل ہروی، انتشارات مولیٰ، تہران ۱۳۶۴ھ۔
نظام الدین اولیا محبوب الٰہی: فوائد الفواد، مرتبہ خواجہ امیر حسن سجزی، با ترجمہ اردو خواجہ حسن نظامی، دہلی، ہند، ۱۹۹۲ء۔
واعظ کاشفی، ملا حسین: اخلاق محسنی، نولکشور۔
ہجویری، ابو الحسن علی بن عثمان: کشف المحجوب، بہ کوشش محمد حسین تسبیحی، اسلام آباد: انتشارات مرکز تحقیقات فارسی، ۱۹۹۵م۔
ہمدانی، خواجہ یوسف: (خواجہ امام ابو یعقوب یوسف بوزنجردی ہمدانی) رتبۃ الحیات، بہ تصحیح ڈاکٹر محمد امین ریاحی، ایران، ۱۳۶۱ھ۔

Marfat.com

اشاریہ

اسماء، اماکن و کتب

ابراہیم بن ادہمؒ ۵۱، ۵۲، ۶۸
ابراہیم خلیل ۹۴
ابراہیم خواصؒ، حضرت ۶۸
ابن عطاؒ ۱۱
ابوحازم مکیؒ ۹۸
ابومعشر بلخی ۱۲
ابونجیب سہروردی ۴۰، ۶۷
ابوالحسن خرقانیؒ، حضرت ۵۱، ۵۴، ۶۷، ۷۶، ۹۴، ۹۶
ابوالخیر اقطعؒ ۸۵
ابوالعباس نہاوندیؒ، حضرت ۹۲
ابوالکلام آزاد ۴۸
ابوالمعالی، حضرت ۴۶
ابوالمعالی عبدالمالک جوینی ۴۵
ابوبکرؓ، حضرت ۳۹
ابوتراب نخشبیؒ ۹۰
ابوسعید ابوالخیرؒ ۲۳، ۴۵، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۶۷
ابوہریرہؓ، حضرت ۳۰، ۶۱، ۸۲
احمد جام ناحقی، حضرت ۲۷، ۲۸
احمد خضرویہؒ، حضرت ۶۹، ۷۰
احمد غزالی ۸۵
اخلاق محسنی ۳۴، ۳۵، ۴۷
اردشیر العبادی ۳۹، ۵۹
اسرار التوحید ۹، ۳۲، ۵۳
اقبال بجستانی ۲۷، ۴۲
الانسان الکامل ۵، ۱۰۱
السایر والحایر ۷۸، ۸۹
امام احمدؒ، حضرت ۸۵
امام غزالیؒ، حضرت ۲۳، ۳۱، ۴۴، ۴۵، ۸۵
امام قشیری ۲۳
امیر معین الدین ۴۸
انسؓ، حضرت ۴۰، ۵۰، ۶۶
انفاس العارفین ۴۸
اویسؒ، حضرت ۸۵
آداب المریدین ۴۰، ۶۲، ۶۳، ۶۷
بایزید بسطامیؒ، حضرت ۹، ۵۱، ۵۲، ۵۷، ۶۸، ۷۶، ۹۰، ۹۱، ۹۶، ۹۷
بشیر حافیؒ ۸۲
بلالؓ، حضرت ۵۵
بوعلی دقاقؒ، حضرت ۸۴
بہاءالدین زکریاؒ، حضرت ۲۳، ۴۴
بہرام گور ۳۶
ترکستان ۶۷
تمہیدات وابن عربی ۷۴
تمہیدات ۷۹
جامی ۲۷
جبرائیل امینؑ ۶۶
جبرائیلؑ، حضرت ۵۲، ۶۲
جعفر صادقؓ، حضرت ۷۵
جلال ہمایی ۴۵
جنید بغدادی، حضرت ۷۰
جنیدؒ، حضرت ۹، ۴۱، ۹۸، ۹۹
چہل مجلس یا رسالہ اقبالیہ ۲۷، ۴۲
حاتم اصمؒ، حضرت ۸۴
حسن افغانیؒ ۸۶
حسن بصریؒ ۸۳
حضور اکرم ۴۰، ۷۸، ۸۹، ۸۲، ۸۱
حکیم سنائی ۳۲
خراسان ۸۶

خضرؑ، حضرت ۳۱
خلاصۃ العارفین ۴۴، ۸۶
خلیفہ مہدی ۴۴
خلیفہ ہشام ۴۳
خواجہ ابومنصور ورقانی ۳۲، ۳۳
خواجہ عبداللہ انصاری ۱۱
خواجہ معین الدین چشتیؒ ۹
خواجہ یوسف ہمدانیؒ ۲۴
داؤدؑ، حضرت ۴۳
دمشق ۹۷
دہلی ۸۶، ۱۰۳
رابعہ بصریؒ، حضرت ۷۶، ۹۹، ۱۰۰
رتبۃ الحیات ۲۴
رسالہ قشیریہ ۳۰
رسائل خواجہ عبداللہ انصاریؒ ۱۴، ۵۲
رسول اکرمؐ، حضرت ۲۷، ۲۸، ۳۲، ۳۹، ۶۱، ۶۴، ۶۵، ۷۷، ۹۸
رسول اللہؐ ۳
رسول پاکؐ ۵۰، ۵۵، ۶۶، ۷۴، ۸۳، ۸۴، ۸۸، ۹۰، ۹۹
رسولؐ ۴۸، ۴۹
رشید الدین فضل اللہ ۳۲
رکن الدین علاؤ الدولہ ۲۶
روح الارواح ۸۱
زین العابدینؓ، حضرت ۸۳
سراج السائرین ۲۷، ۲۸
سری سقطیؒ، حضرت ۵۱، ۷۰
سعدیؒ ۹
سفیان ثوریؒ، حضرت ۴۴، ۶۶
سلطان طغرل ۳۲
سلطان قباچہ ۴۴
سلطان ملک شاہ سلجوقی ۴۵
سلک السلوک ۴۷
سلمان فارسیؓ، حضرت ۵۵
سلیم شاہ ۴۸
سید مبارک علوی ۹، ۹۵
سیر الاولیاء ۹، ۲۵، ۹۵
شام ۶۷
شاہ بن شجاع ۶۶
شاہ سنجانؒ ۳۷
شاہ عبدالرحیمؒ ۴۸
شاہ ولی اللہ ۴۸
شبلیؒ، حضرت ۹، ۸۴
شجرۃ الکون ۷۴
شرف الدین یحییٰ منیریؒ ۸۱
شعبیؒ، حضرت ۶۷
شقیق بلخیؒ ۹۰
شمس تبریزؒ ۱۳، ۹۴
شہاب الدین عمر سہروردی ۹
شیخ ابن سلیمانؒ ۴۴
شیخ ابوعلی ثقفیؒ ۷۱
شیخ ابومسلم فارس بن غالب الفارسی ۲۵
شیخ ابوالعباس نہاوندی ۵۳
شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ ۹، ۱۰، ۳۴، ۸۳
شیخ الاسلام ابوحفص عمر سہروردی ۶۳
شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ۸۶
شیخ سمنانیؒ ۴۲
شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ۷۷
شیخ عبداللہ نیازیؒ ۴۷، ۴۸
شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ ۲۷
شیخ مجد الدین بغدادی ۲۶
شیخ نجم الدین رازی ۴۹، ۷۷
صلاح بن مبارکؒ ۹
صوفی نامہ ۳۹، ۵۹، ۶۴
ضیاء الدین سہروردی ۶۴
ضیاء الدین نخشبی ۴۷

Marfat.com

طاؤس الحرمینؒ ۸۳
طاؤس یمانی، حضرت ۴۲
طاؤسؒ، حضرت ۴۳
عالمگیر ۴۸
عبدالرحمن ۵۲
عبداللہ بن مبارکؒ ۳۴، ۹۷
عثمان حیریؒ، حضرت ۶۹
عروہ بن زبیرؒ ۳۰
عزالدین کیکاؤس ۴۹
عزیز الدین نسفیؒ ۵، ۱۲، ۲۵، ۱۰۳
علی بن موفقؒ ۹۷
علی مرتضیٰؓ، حضرت ۳۸
علی ہجویری ۲۶
علی، حضرت ۴۲، ۵۵، ۶۰، ۹۸
عمر بن خطابؓ، حضرت ۳۰، ۳۷
عنصر المعالی کیکاؤس ۳۸
عوارف المعارف ۶۴، ۶۵
عیسیٰؑ، حضرت ۴۳
عین القضاۃ ہمدانی ۴۳، ۷۹
غزالی نامہ ۴۵
فتح موصلی ۴۱
فضیل عیاضؒ، حضرت ۷۶
قابوس نامہ ۳۸
قرآن پاک ۶، ۷، ۲۴، ۴۸، ۶۲، ۶۹، ۷۱، ۷۴، ۷۸، ۸۹
قرآن ۱، ۵، ۲۳، ۴۵، ۸۵، ۱۰۱
قطب الدین اردشیر العبادی ۴۰
کشف المحجوب ۱۱، ۲۶، ۶۳
گیلان ۹۸
مالک بن دینارؒ ۵۶، ۶۶، ۸۷
محمد ابرکوہی ۳۲
محمد مبارک علوی کرمانی ۲۵
محمد ۳۴
محی الدین ابن عربیؒ ۷۴
مدینہ ۳۰
مرتعش ۱۱
مرصاد العباد ۲۹، ۳، ۷۳، ۷۷، ۸۰، ۸۸، ۹۱
مروج الذہب ۴۴
مسالک الصادقین ۵۰
معین الدین پروانہ ۹۵
معین الدین چشتیؒ ۴۹، ۹۵
مقالات شمس تبریز ۱۳
مکاتیب رشیدی ۳۲
مکاتیب سنائی ۳۲
مکاتیب غزلی ۳۲
مکہ معظمہ ۹۶
مکہ مکرمہ ۹۹
ملتان ۸۶
مناقب الصوفیہ ۴۰
مناقب العارفین ۳۱، ۴۹، ۸۷
مناہج الطالبین ۴۹، ۵۰
منصور عباسی ۴۴
مولانا رومیؒ ۳۱، ۷۱، ۸۷، ۸۴، ۹۵
مولانا رومؒ ۴۸، ۴۹، ۵۳
موید الدین جندیؒ ۲۹
نجم الدین رازی ۷۳، ۸۸، ۹۱، ۹۳
نجم الدین کبریٰؒ ۷۸، ۷۹، ۸۹
نجم الدین محمود ۴۹
نظام الدین اولیاؒ، حضرت ۵۱
نظام الدین اولیاؒ ۵۱
نفحات الانس ۲۷، ۵۲
نفحۃ الروح وتحفۃ الفتوح ۲۹
نیشاپور ۹، ۴۵، ۵۱
ہارون الرشید ۳۱
ہجویری ۱۱
ہرات ۳۷
یحییٰؑ، حضرت ۴۳

Marfat.com

Marfat.com

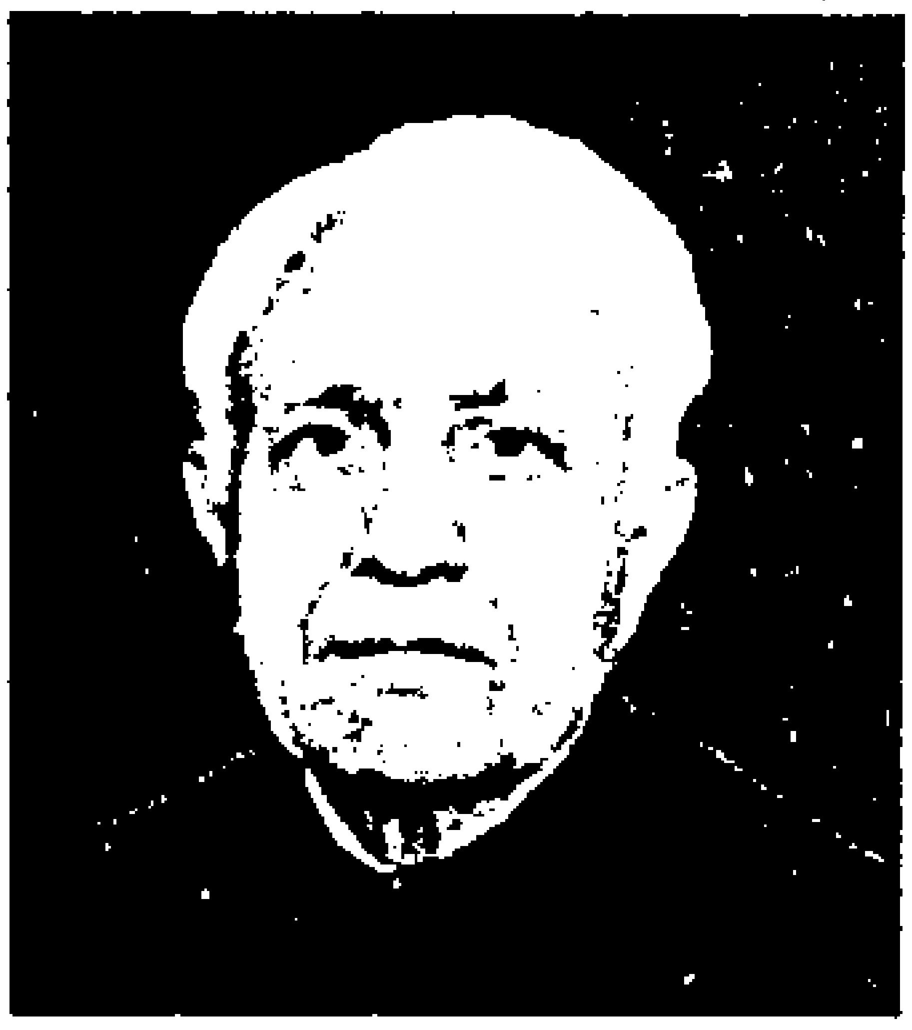

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی بیک وقت اردو اور فارسی علم وادب میں ایک بلند مقام کے حامل ہیں۔ فارسی زبان و بیان میں انکی دسترس یوں مصدقہ ٹھہری کہ انہیں سن 2007ء میں تہران میں منعقدہ انٹرنیشنل فجر پوئٹری فیسٹیول میں بہترین فارسی شاعر تسلیم کیا گیا اور پھر سن 2008ء میں انہیں انکی کتاب 'گنجینۂ معانی' پر ایرانی صدر عزت مآب احمدی نژادی کی جانب سے بہترین نثر نگار کے فارابی انٹرنیشنل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی ایک اہم تصنیف 'فارسی غزل اور اس کا ارتقاء' ہے جو ایرانی کلچرل سنٹر کی جانب سے پہلے انعام کی صورت میں داد پا چکی ہے۔

آپ ایرانی کلچرل سنٹر لاہور کے تحقیقی مجلہ 'ایران شناسی' کے مدیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ مزید برآں آپ تعلیمی اور انتظامی دونوں حیثیتوں میں طویل عرصہ تک گورنمنٹ کالج، لاہور اور پنجاب یونیورسٹی میں خدمات انجام دیتے رہے۔ آجکل آپ خصوصی پروفیسر کی حیثیت سے یونیورسٹی گورنمنٹ کالج، لاہور سے وابستہ ہیں۔

297.6 ط 8 ت
80819-U-67
2010

تخلیقات

6 بیگم روڈ، لاہور فون 042-37238014
شوروم: علی پلازہ، 3 مزنگ روڈ، لاہور۔ فون: 0423 7124933
Email: takhleeqat@yahoo.com
www.takhleeqatbooks.com

تصوف

ہر انسان کی ضرورت

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی